

علتِ ربو میں فقہائے کرام کا اختلاف اور کرنسی نوٹ پر اس کا اثر: ایک فقہی اور تنقیدی جائزہ

اسد اللہ *

یاسر احمد زیرک **

Abstract

There has been a difference of opinion among the jurists regarding the Sharī'ah ruling of the currency notes. The reason that led to this difference was the lack of elaborations in classical fiqh, as at that time the only prevailing currencies were gold and silver. Metal coins namely fulūs were also available but their usage was limited to only those transactions that involved low-priced goods. The status of currency notes remained controversial in the past until eventually the contemporary scholars accepted currency notes as gold and silver while applying the Sharī'ah rulings of Ribā and Bay' Ṣarf on them. Contrarily, numerous scholars from the Indo-Pak subcontinent have rejected the idea of applying the rulings of Ribā and Bay' Ṣarf on Currency Notes on the basis of the Hanafi school's elaborated effective cause of Ribā ('Illat al-Ribā). The reason for this difference of opinion is the variety of viewpoints available among scholars regarding the effective cause of Ribā. In the current literature, the majority of the research is carried out regarding the juristic nature and other aspects of this issue. However, this paper discusses the actual cause of the contradiction in the effective cause of Ribā and its impact on the currency note.

Keywords: 'Illat al-Ribā, fulūs, Gold and Silver, Ṣarf, Thaman.

تعارف

مروجہ کرنسی نوٹ آج کی ترقی یافتہ دور کا شاخسانہ ہے۔ کسی زمانے میں سونا چاندی کے ڈھلے ہوئے سکے (درہم و دینار) آلہ تبادلہ کے طور پر رائج تھے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ کرنسی نوٹ وجود میں آگیا۔ کرنسی نوٹ کے وجود میں آنے کے بعد اس کے حکم میں فقہائے کرام کا آپس میں اختلاف ہوا۔ اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ اس کے بارے میں متقدمین فقہاء کے ہاں کوئی تصریح نہیں تھی، کیونکہ ان کے زمانے میں سونا چاندی کے سکے بطور

* لیکچرر شریعہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ asadullah312@gmail.com

** پی ایچ ڈی۔ کالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ yasirahmad777@gmail.com

کرنسی رائج تھے۔ فلوس کے نام سے کچھ دھاتی سکے بھی رائج تھے لیکن اس کا استعمال صرف معمولی اور کم قیمت اشیا کی لین دین تک محدود تھا۔

ماضی میں اس مسئلے میں کافی اختلاف رہا، لیکن بالآخر معاصر فقہاء کی اکثریت نے اس کو باقاعدہ طور پر بیع صرف اور ربو کے معاملے میں سونے اور چاندی کی طرح مستقل ثمن کے طور پر تسلیم کر لیا، البتہ برصغیر پاک و ہند کے بیشتر فقہاء نے احناف کی علتِ ربو والے موقف کی بنا پر ایک اور رائے اختیار کی کہ کرنسی نوٹ پر بیع صرف اور ربو کے پورے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے کرنسی نوٹ کو امام محمدؒ کے قول کے مطابق فلوس کے حکم میں قرار دے دیا، جس کی تائید برصغیر پاک و ہند کے اکثر علمائے کی۔ بیشتر محققین نے اس موضوع پر لکھا ہے لیکن انہوں نے اس معاملے کی حقیقت، فقہی تکلیف اور دیگر مباحث کی طرف توجہ دی ہے، جب کہ زیرِ نظر مقالے میں اس اختلاف کی اصل اور بنیادی سبب کو زیرِ بحث لایا جائے گا جو درحقیقت علتِ ربو میں اختلاف ہے۔

کرنسی نوٹ میں اختلاف کی بنیاد:

کرنسی نوٹ کے سلسلے میں علماء کی آرا مختلف ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے بعض علمائے کرام کے نزدیک کرنسی نوٹ دین کے "وثیقہ" کے حکم میں ہے، اس لیے اس پر ثمن کے احکام جاری نہیں ہوں گے، چنانچہ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر سونا اور چاندی کی رسید ہے، البتہ بعض حضرات کی رائے کے مطابق یہ سامان (عرض) کی طرح ہے۔ بعض علماء نے اسے ثمن کے حکم میں قرار دیا۔ پھر ثمنیت کے سلسلے میں بھی علماء میں اختلاف پیدا ہوا، بعض نے کہا کہ یہ مستقل طور پر سونا چاندی کے حکم میں ہے اور اس پر سونا چاندی کے تمام احکام جاری ہوں گے، جب کہ بعض نے اسے فلوس کے حکم میں شمار کیا ہے۔

اس اختلاف کی بنیاد درج ذیل دو سوالات پر ہے:

۱۔ کیا کرنسی نوٹ کی پشت پر سونا اور چاندی ہیں؟

۲۔ کیا ثمنیت صرف سونا اور چاندی میں منحصر ہے؟

معاصر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ کرنسی نوٹ ثمن ہے اور اس کی پشت پر کسی معدن یعنی سونا چاندی وغیرہ کا وجود ضروری نہیں ہے، تاہم اس کے باوجود ربو اور بیع صرف کے احکام کے سلسلے میں ان کا آپس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ احکام کرنسی نوٹ پر جاری ہوں گے؟ اس اختلاف کا انحصار "ربو کی علت" کے سلسلے میں منقول مختلف اقوال پر ہے اور فقہی تکلیف کے حوالے سے اختلاف کی حیثیت ثانوی ہے۔ چنانچہ وزن اور جنس کو ربو کی علت قرار دینے

کے بعد یہ ممکن نہیں کہ کرنسی نوٹ پر بیع صرف کے احکام جاری ہونے کی رائے اختیار کی جائے، اگرچہ کرنسی نوٹ کو مستقل طور پر نقد بھی قرار دیا جائے۔ جن حضرات کے نزدیک علتِ ربو "مطلق ثمنیت" ہے ان کے مطابق کرنسی پر سونا چاندی کے احکام جاری ہوں گے اور جن حضرات کے نزدیک ربو کی علت "ثمنیت غالبہ" ہے تو ان کے قول کا تقاضا یہ ہے کہ کرنسی پر بیع صرف اور ربو کے احکام جاری نہ ہوں، کیونکہ انہوں نے علت کو سونا، چاندی میں منحصر کر دیا، جب کہ کرنسی نوٹ نہ سونا ہے نہ چاندی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف کی اصل بنیاد علتِ ربو میں اختلاف ہے، چنانچہ ذیل میں اسی نقطے پر بات کی جائے گی۔

سونا اور چاندی میں علتِ ربو کے سلسلے میں علماء کی آراء:

ربو کی حرمت قرآن و سنت سے واضح ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۵، ۲۷۸، ۲ اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۰ اور متعدد دیگر آیات کی رو سے سودی معاملات قطعی طور پر حرام قرار دیئے گئے۔ احادیث میں ربو الفضل کے احکام کی وضاحت اس حدیث سے ہو رہی ہے جس میں مجھے چیزوں کا تذکرہ ہے جو مختلف طرق سے مروی ہے، چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير

والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يدا بيد، فإذا

اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد" (۱)۔

اس حدیث میں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک میں ہم جنس تبادلے کے وقت برابری اور فی الفور قبضے کو ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور خلافِ جنس تبادلے کے وقت صرف قبضے کو ضروری قرار دیا ہے۔ بعض احادیث میں ان مجھے اشیاء کا تذکرہ ہے، جب کہ بعض میں صرف سونا چاندی کے تذکرہ پر اکتفا کیا گیا ہے، جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (۲)۔ علتِ ربو کے حوالے سے سب سے اہم حدیث یہی ہے جس میں مذکورہ مجھے اشیاء کا تذکرہ ہے۔ ظاہری مکتب فکر کے علمائے کرام کے ہاں یہ حکم صرف ان مجھے اشیاء میں منحصر

۱ - مسلم بن الحجاج، الصحيح، کتاب البيوع، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا.

۲ - محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع الصحيح، کتاب البيوع، باب بيع الفضة بالفضة،

ومسلم، الصحيح، کتاب البيوع، باب الربا.

ہے⁽³⁾، یہی رائے امام قتادہؒ، حنابلہ میں سے ابن عقیلؒ⁽⁴⁾ اور امام الحرمینؒ⁽⁵⁾ کی بھی ہے۔ جمہور علمائے کرام کے ہاں یہ حکم دیگر اشیا کی طرف بھی متعدی ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک ربو صرف ان اشیا میں منحصر نہیں بلکہ ان اشیا کا تذکرہ صرف بطور مثال ہے کیونکہ اس زمانے میں عمومی لین دین انہی اشیا کے ذریعے ہوا کرتی تھی⁽⁶⁾۔ مؤخر الذکر رائے کے قائل ائمہ کرام نے مذکورہ چھ اشیا کو دو قسموں پر تقسیم کیا ہے:

2۔ باقی چار اشیا

1۔ سونا اور چاندی

حنفیہ کی رائے۔ وزن اور جنس:

حنفی فقہائے کرام کے نزدیک سونا چاندی میں علت ربو "وزن اور اتحاد جنس" ہے⁽⁷⁾، حنابلہ کا مشہور قول بھی یہی ہے⁽⁸⁾، دیگر ائمہ میں سے امام نخعیؒ، امام زہریؒ، امام ثوریؒ اور امام اسحاقؒ کی بھی یہی رائے ہیں⁽⁹⁾۔ ان حضرات کا

- ۳۔ أبو محمد علي بن أحمد، ابن حزم الظاهري، المحلى بالآثار، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥ هـ)، ص: ٤٠٣/٧. شمس الدين ابن قيم الجوزية، إعلام الموقعين عن رب العالمين، (دار الجليل بيروت سنة ١٩٧٣ م)، ص: ١٥٦/٢.
- ۴۔ ابن قيم الجوزية، إعلام الموقعين، ص: ١٥٦/٢.
- ۵۔ إمام الحرمين أبو المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني، البرهان في أصول الفقه، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ هـ)، ص: ٣٨/٢.
- ۶۔ كمال الدين ابن الهمام، فتح القدير شرح الهداية، (دار الفكر بيروت)، ص: ١٢/٧.
- ۷۔ زين الدين بن إبراهيم، ابن نجيم المصري، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، (دار الكتاب الإسلامي، الطبعة الثانية)، ص: ١٣٧/٦. ابن الهمام، فتح القدير، ص: ٤/٧. علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، (دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية ١٤٠٦ هـ)، ص: ١٨٣/٥. فخر الدين الزيلعي، تبين الحقائق شرح كنز الدقائق، (المطبعة الكبرى الأميرية القاهرة، الطبعة الأولى ١٣١٣ هـ)، ص: ٨٦/٤.
- ۸۔ علاء الدين علي بن سليمان المرداوي، الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، (دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ)، ص: ١٣/٥. موفق الدين عبد الله بن أحمد، ابن قدامة المقدسي، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، (دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥ هـ)، ص: ١٣٥/٤. منصور بن يونس البهوتي، كشاف القناع عن متن الإقناع، (دار الكتب العلمية)، ص: ٢٥١/٣. عبد الرحمن

مستدل قرآن حکیم کی وہ تمام آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے وزن پورا کرنے اور وزن میں کمی کرنے سے بچنے کا حکم فرمایا ہے جیسے سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۸۱، ۱۸۲، سورۃ ہود کی آیت نمبر ۸۵ اور سورۃ مطففین کی ابتدائی تین آیات۔ ان کے علاوہ دیگر وہ آیات جن میں کیل اور وزن پورا کرنے کا حکم ہے اور پورا نہ کرنے والوں کے لیے وعید کا تذکرہ ہے، ان سب میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ جن چیزوں کو تولایا یا پاجاتا ہے ان میں برابری ضروری ہے ورنہ ان آیات کی مخالفت لازم آئے گی۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ اس کے پیچھے مؤثر علت "وزن یا کیل" ہی ہے^(۱۰)۔

احادیث سے دلائل:

1. حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قبیلہ بنو عدی کے کسی فرد کو خیبر میں سرکاری کارندہ مقرر فرمایا۔ وہ وہاں سے کچھ کھجور لے کر آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟ کہا: نہیں، بلکہ ہم دو صاع کے بدلے ایک صاع خریدتے ہیں، تو آپ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور متبادل طریقہ کار بتلاتے ہوئے فرمایا کہ درمیانی درجے کی کھجور بیچ کر اس کی قیمت سے اعلیٰ قسم کی کھجور خریدیں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی اضافہ فرمایا: "و کذا لک المیزان" یعنی یہی حکم وزنی اشیاء کا بھی ہے^(۱۱)۔ علامہ زلیعی نے اس حدیث کو مذکورہ بالا موقف پر سب سے مضبوط دلیل قرار دیا ہے^(۱۲)۔

2. ان حضرات کا مستدل وہ روایت بھی ہے جس میں چھ چیزوں کی حرمت کے ذکر کے ساتھ وزن کی تصریح بھی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "الذهب بالذهب

بن محمد، ابن قدامة المقدسي، الشرح الكبير على متن المقنع، (دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع)، ص: ۱۲۵-۱۲۶۔

۹ - عبد الرحمن بن محمد، ابن قدامة، الشرح الكبير، ص: ۱۲۵-۱۲۶۔ ابن قدامة، المغني: ص: ۱۳۵/۴۔

۱۰ - ملاحظہ ہو: علاؤ الدین الکاسانی، بدائع الصنائع: ۵/۱۸۴۔

۱۱ - مسلم بن الحجاج، الصحيح، کتاب البيوع، باب بيع الطعام مثلاً بمثل. البخاري، الصحيح، کتاب الوكالة، باب الوكالة في الصرف والميزان۔

۱۲ - فخر الدين الزيلعي، تبين الحقائق، ص: ۸۶/۴۔

وزنا بوزن... (13) یعنی جب سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ ہو تو وزن برابر سراسر ہو۔ امام سرخسیؒ کے مطابق گویا اس حدیث کے بموجب "وزن" کا علت ہونا منصوبی ہے (14)۔ اسی طرح کا مضمون حضرت ابو سعید خدریؓ (15)، حضرت فضالہ بن عبید (16) اور حضرت ابن عمرؓ (17) رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایات میں بھی وارد ہے (18)۔

3. تیسری دلیل ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک دن اپنی اہلیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے، تو عجوہ کھجور کھانے کی خواہش ظاہر کی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انصار کے ایک آدمی کے پاس دو صاع کھجور بھیجے تو وہ آدمی دو صاع کے بدلے ایک صاع عجوہ کھجور لے آیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھجور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ کو اچھی لگی، چنانچہ ایک کھجور کھانے کے بعد آپ ﷺ رک گئے اور فرمایا: تیرے پاس یہ کھجور کہاں سے آگئی؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے صورت حال کی وضاحت کی۔ آپ ﷺ نے وہ کھجور اپنے سامنے سے پھینکتے ہوئے فرمایا: "اسے واپس کرو، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، کھجور کا تبادلہ کھجور کے ساتھ، گندم کا تبادلہ گندم کے ساتھ، جو کا تبادلہ جو کے ساتھ، سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ اور چاندی کا تبادلہ چاندی کے ساتھ ہو تو برابر سراسر اور نقد ہوگا، جس نے اس پر

-
- ۱۳ - مسلم، الجامع الصحيح، کتاب البيوع، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً.
- ۱۴ - شمس الأئمة محمد بن أحمد السرخسي، كتاب المبسوط، (دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ)، ص: ۲۰۳/۱۲-۲۰۴.
- ۱۵ - مسلم، الصحيح، كتاب البيوع، باب الربا.
- ۱۶ - مسلم، الصحيح، كتاب البيوع، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب.
- ۱۷ - أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الإمام، المسند، مسند عبد الله بن عمر، (دار الحديث، القاهرة، الطبعة الأولى، ۱۴۱۶ھ)، ص: ۲۷/۷، رقم: ۵۸۸۵.
- ۱۸ - ستر بن ثواب الجعيد، أحكام الأوراق النقدية والتجارية في الفقه الإسلامي، رسالة ماجستير، جامعة أم القرى مكة المكرمة، سنة: ۱۴۰۵-۱۴۰۶ھ، ص: ۸۸-۸۹. منصور بن يونس البهوتي، كشف القناع: ۳/۲۵۴. السرخسي، المبسوط: ۱۲/۲۰۳-۲۰۴. فخر الدين الزيلعي، تبين الحقائق، ص: ۸۷/۴.

اضافہ کیا (زیادتی کی) تو وہ سود ہے۔" پھر فرمایا: "كذلك ما يكال ويوزن أيضا"⁽¹⁹⁾ یعنی یہی حکم ہر کیلی اور وزنی چیز کا ہے۔

4. دارقطنی میں حضرت عبادہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: "ما وزن مثل بمثل إذا كان نوعا واحدا وما كيل فمثل ذلك، فإذا اختلف النوعان فلا بأس به"⁽²⁰⁾۔ یعنی وزنی چیز کا تبادلہ اگر اس کے ہم جنس چیز سے ہو تو برابری ضروری ہے اور کیلی چیز کا تبادلہ اگر اس کے ہم جنس چیز سے ہو تو بھی برابری ضروری ہے۔ ہاں اگر تبادلہ کسی اور جنس کے ساتھ ہو تو پھر کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں۔ امام زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس حکم کو جنس اور قدر کے ساتھ مربوط فرمایا ہے جو کہ اس کی علت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کسی حکم کو اسم مشتق کے ساتھ جوڑ لیا جائے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ اس حکم کی علت ہے۔ بالفاظ دیگر اس حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ ہر کیلی اور وزنی چیز کا کیلی یا وزن اور جنس کی وجہ سے برابر سراسر ہونا ضروری ہے⁽²¹⁾۔

5. امام طحاویؒ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ان کا قول نقل کرتے ہیں: بسا اوقات ایک غلام دو غلاموں سے بہتر ہوتا ہے اور ایک کپڑا دو کپڑوں سے بہتر ہوتا ہے، چنانچہ جب لین دین نقد ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، جہاں تک سود کا تعلق ہے تو وہ ادھار میں ہوتا ہے الا یہ کہ وہ چیز کیلی یا وزنی ہو⁽²²⁾۔ اس اثر سے استدلال واضح ہے۔

۱۹ - أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، (دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۱ھ)، ص: ۴۹/۲، رقم: ۲۲۸۲۔

۲۰ - أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، السنن، (مؤسسة الرسالة بیروت، الطبعة الأولى، ۱۴۲۴ھ)، ص: ۴۰۷/۳، رقم: ۲۸۵۳۔

۲۱ - الزیلعی، تبیین الحقائق، ص: ۸۶/۴۔

۲۲ - أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوي، شرح مشکل الآثار، باب بیان مشکل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الأشياء الموزونات أنها كالأشياء المكيلات في دخول الربا فيها كدخوله في الأشياء المكيلات، (مؤسسة الرسالة بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ)، ص: ۳۳۸/۳۔ أبو محمد علي بن أحمد، ابن حزم الظاهري، المحلى بالآثار، (دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ)، ص: ۴۲۴/۷۔

6. ابن حزم نے محلیٰ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جن چیزوں کو صاع سے ناپ کر بیچا جاتا ہے ان کا تبادلہ اگر ہم جنس چیز سے ہو تو برابری ضروری ہے اور اگر جنس مختلف ہو تو پھر مضائقہ نہیں، پھر فرمایا کہ وزنی اشیا کا بھی یہی حکم ہے⁽²³⁾۔

دلائل کی تنقیح:

جہاں تک قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیات سے استدلال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جو حضرات طعم اور ثمنیت کو ربو کی علت قرار دیتے ہیں، ان کا قول ان آیات کے مخالف نہیں، اس لیے کہ ان کے قول کے مطابق بھی تمام کھائی جانے والی چیزوں اور بطور ثمن استعمال ہونے والی چیزوں میں برابری ضروری ہے اور یہ برابری کیل یا وزن ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے دیگر اقوال کو اختیار کرتے ہوئے بھی ان آیات پر عمل ہو رہا ہے۔ جہاں تک خیبر کی کھجور والی حدیث کا تعلق ہے جس میں "وکنذ لک المیزان" کا اضافہ وارد ہے تو امام بیہقیؒ کے نزدیک یہ اضافہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے، حدیث مرفوع میں اس طرح کا اضافہ نہیں ہے⁽²⁴⁾۔ وہ احادیث جن میں وزن یا کیل کا تذکرہ ہے، ان سے استدلال اس وجہ سے کمزور ہے کہ احادیث میں ان کا تذکرہ لین دین میں برابری پر زور دینے کے لیے کیا گیا ہے، علت کا بیان اس سے مقصود نہیں ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ کیل کو محض برابری کا ذریعہ قرار دینے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اسی پر حکم کا دار و مدار بھی ہو⁽²⁵⁾۔ امام شوکانیؒ نے بھی یہ بات فرمائی ہے کہ کیل اور وزن کا ذکر محض برابری کو لازم قرار دینے کے لیے ہیں، اس کو بنیاد بنا کر باقی کیلی اور وزنی چیزوں کی طرف حکم کو متعدی کرنا درست نہیں⁽²⁶⁾۔

جہاں تک حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ والی روایت کا تعلق ہے تو اس روایت کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ امام بیہقیؒ کے نزدیک یہ اضافہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے جیسا کہ خیبر کی کھجور والی روایت میں

۲۳ - ابن حزم، المحلی بالاکثار: ۷/ ۴۲۴۔

۲۴ - أبو بکر أحمد بن الحسين البيهقي، السنن الكبرى، كتاب البيوع، باب من قال بجريان الربا في كل ما يكال ويوزن، (دار الكتب العلمية، الطبعة الثالثة ۱۴۲۴ھ)، ص: ۵/ ۴۶۹، بعد الحديث رقم: ۱۰۵۲۰۔

۲۵ - يحيى بن شرف النووي، المجموع شرح المذهب، (دار الفكر)، ص: ۹/ ۴۰۲۔

۲۶ - محمد بن علي الشوكاني، السيل الجرار المتدفق على حقائق الأزهار، (دار ابن حزم بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ)، ص: ۵۰۷۔

اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس بات پر استدلال داود بن ابی ہند کی روایت سے کیا ہے کہ انہوں نے ابو نصرہ کے حوالے سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا قصہ نقل کیا ہے جس میں حضور ﷺ کا اتنا ارشاد منقول ہے: "أریت، إذا أردت ذلک فمع تمرک بسلعة ثم اشتر بسلعة أی تمر شئت"، یعنی تم نے سودی معاملہ کیا، جب بھی تم اس طرح کرتے ہو تو پہلے اپنی کھجور بیچا کرو، اس سے جو قیمت حاصل ہو جائے تو اس سے جو کھجور چاہو، خرید لو۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "فالتمر بالتمر أحق أن يكون رباً أم الفضة بالفضة"، یعنی کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنے میں سود کا احتمال زیادہ ہے یا چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنے میں؟ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل روایت میں صرف کھجور کا ذکر تھا، حضرت ابو سعید خدریؓ نے اس بابت چاندی کو کھجور پر قیاس کیا، بعد کے راویوں نے اسے حدیث مرفوعہ کا حصہ بنادیا⁽²⁷⁾۔ ابن حزمؒ نے اس احتمال کا ذکر بھی کیا ہے کہ ممکن ہے کہ یا اضافہ ابو مجلز نے کیا ہو اس لیے کہ دیگر ثقہ راویوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے یہ روایت اس لفظ کے بغیر نقل کی ہے⁽²⁸⁾۔ امام طحاویؒ کی تخریج کے مطابق بھی اصل روایت میں یہ اضافہ نہیں ہے⁽²⁹⁾۔

مزید برآں یہ اضافہ صرف حیان ابن عبید اللہ العدوی کی روایت میں مروی ہے اور وہ ضعیف راوی ہے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: ابو مجلز کی بیان کردہ احادیث میں سے اس حدیث میں حیان نے تفرّد اختیار کیا ہے، اور حیان کے معاملے میں محدثین نے کلام کیا ہے⁽³⁰⁾۔ جہاں تک حضرت انسؓ اور حضرت عبادہؓ کی حدیث کا تعلق ہے، تو امام دارقطنیؒ کے ہاں اس حدیث میں سند اور متن کے اعتبار سے اختلاف ہے⁽³¹⁾۔ نیز راوی ربیع بن صبیح متکلم فیہ ہے، چنانچہ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: "اس روایت کی اسناد میں ربیع بن صبیح ہے جن کی روایت میں امام احمدؒ کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ یحییٰ بن معینؒ، ابن سعدؒ اور امام نسائیؒ کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔ ابو زرعہؒ اور ابو حاتمؒ کے

۲۷ - البیہقی، السنن الکبری، کتاب البیوع، باب من قال بجریان الربا فی کل ما یکال ویوزن، ص: ۴۶۹/۵۔

۲۸ - ابن حزم، المحلی، ص: ۴۲۲-۴۲۳۔

۲۹ - أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الصرف، باب الربا، عالم الكتب، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ، ص: ۶۶/۴، رقم: ۵۷۶۱۔

۳۰ - البیہقی، السنن الکبری، کتاب البیوع، باب من قال بجریان الربا فی کل ما یکال ویوزن، ص: ۴۶۹/۵، بعد الحدیث رقم: ۱۰۵۲۰۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ستر الجعید، أحكام الأوراق النقدية، ص: ۹۹-۱۰۰۔

۳۱ - علی بن عمر الدارقطني، السنن، ص: ۴۰۷/۳۔

نزدیک وہ نیک آدمی ہیں، البتہ ان کے نیک ہونے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ حدیث کے معاملے میں بھی وہ ثقہ ہو۔ صاحبِ تقریب نے ان کو صادق قرار دینے کے ساتھ ساتھ سی الحفظ بھی قرار دیا ہے۔ لہذا اس طرح کی روایت ربو جیسے بڑے حکم کے ثبوت کے لیے بطورِ حجت پیش نہیں کی جاسکتی (32)۔

حضرت عمارؓ کے قول کو بطورِ دلیل پیش کرنے کو علامہ ابن حزمؒ نے مسترد کیا ہے، اس لیے کہ اس کے الفاظ اس طرح ہیں: "فما كان يد ابدا فلا بأس، إنما الرباني النساء لا ما كيل أو وزن" اب نحوی لحاظ سے دیکھنا یہ ہے کہ "لا ما كيل أو وزن" کو کس جملے سے استثنا قرار دیا جائے، اگر اس کو "إنما الرباني النساء" سے استثنا قرار دیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ سود کا تعلق صرف ادھار اور کیلی اور وزنی اشیا سے ہے، حالانکہ یہ حنفیہ کی رائے نہیں، اور اگر اس کو "فما كان يد ابدا فلا بأس" سے استثنا قرار دیا جائے تو پھر اس کا مطلب ہو گا کہ کیلی چیز کا تبادلہ وزنی چیز سے ہاتھوں ہاتھ بھی درست نہیں، دونوں صورتوں میں کسی کے بھی حنفیہ قائل نہیں اور کوئی تیسری توجیہ ممکن نہیں، اس لیے یہ دلیل کمزور ہے (33)۔ لیکن ابن حزمؒ کا یہ اعتراض کمزور اس لیے ہے کہ حضرت عمارؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ربالنسیہ صرف قرض کے معاملات میں ہی لازم آتا ہے البتہ کیلی اور وزنی چیزوں میں ربالفصل بھی لازم آتا ہے (34)۔ تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ صحابی کی ذاتی رائے ہے جس سے اختلاف کی گنجائش ہے۔ جہاں تک حدیثِ عمر کا تعلق ہے تو ابن حزمؒ نے اسے القطاع کی وجہ سے رد کیا ہے (35) کیونکہ اس حدیث کی روایت عمرو بن شعیبؒ نے حضرت عمرؓ سے بلا واسطہ کی ہے، جب کہ عمرو بن شعیبؒ نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا، اس اعتبار سے یہ روایت منقطع ہے (36)۔

وزن کو علت قرار دینے والے مؤقف پر وارد اعتراضات:

متذکرہ بالا رائے پر فقہی نوعیت کے کچھ اشکالات بھی وارد ہوتے ہیں جن کا ذکر حسبِ ذیل ہے۔

- ۳۲ - محمد بن علي الشوكاني، السيل الجرار، ص: ۵۰۷.
- ۳۳ - ابن حزم، المحلى، ص: ۴۲۵ / ۷.
- ۳۴ - ستر بن ثواب الجعيد، أحكام الأوراق النقدية، ص: ۹۷.
- ۳۵ - ابن حزم، المحلى، ص: ۴۲۵ / ۷.
- ۳۶ - ستر بن ثواب الجعيد، أحكام الأوراق النقدية، ص: ۹۷-۹۸.

۱۔ نقض علت:

اس رائے پر سب سے اہم اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ جب کسی وزنی چیز میں بیع سلم کیا جائے اور سونا یا چاندی کو قیمت بنالیا جائے تو اس علت کے مطابق چونکہ دونوں وزنی چیزیں ہیں اور دو وزنی اشیا کا آپس میں بیع سلم درست نہیں ہوتا، اس لیے یہ عقد بھی ناجائز ہونا چاہیے، جب کہ حنفیہ کے ہاں ایسا عقد جائز ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ علت ربو کے معاملے میں سونا، چاندی اور دیگر موزونات کا حکم مختلف ہے، لہذا "وزن" کو علت ربو قرار دینا کسی صورت درست نہیں⁽³⁷⁾۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ جب علت بغیر کسی مؤثر فرق کے حکم پر اثر انداز نہ ہو سکے تو ایسی چیز کو علت قرار دینا درست نہیں۔⁽³⁸⁾ حنفیہ نے اس اشکال کا جواب کچھ یوں دیا ہے کہ سونا چاندی بھی وزنی ہے اور باقی اشیا بھی وزنی ہیں مگر دونوں کے وزنی ہونے میں اس لحاظ سے فرق ہے کہ سونے چاندی کو بہت دقیق ترازو سے تولا جاتا ہے اور متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے جب کہ دیگر وزنی اشیا ایسی نہیں، اور اس عقد سلم کی اباحت حدیث سے بھی ثابت ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیلی اور وزنی اشیا میں سلم کی اجازت دی⁽³⁹⁾ حالانکہ اس زمانے کی رائج کرنسی درہم اور دینار ہی تھے۔⁽⁴⁰⁾ لیکن یہ جواب اس لحاظ سے کمزور ہے کہ ترازو کا مختلف ہونے کے باوجود یہ تمام چیزیں پھر بھی وزنی تو ہیں، اس لیے ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس کو عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ورنہ تو سلم کا دروازہ بند ہو جائے گا۔⁽⁴¹⁾

۲۔ وزن ایک اتفاقی وصف ہے:

وزن کو علت قرار دینا ایک غیر متعلقہ وصف کو علت قرار دینے کے مترادف ہے جب کہ اصولیین کے ہاں علت اور حکم کے مابین ایک گونہ مناسبت ضروری ہے، امام ماوردیؒ فرماتے ہیں: ثبوت حکم کے معاملے میں علت وہ وصف ہونا چاہیے جو مقصودی ہو یعنی اتفاقی نہ ہو⁽⁴²⁾، جب کہ وزن کو علت قرار دینا محض ایک اتفاقی چیز کو علت قرار دینا ہے جس کی اصل حکم کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں۔ علامہ ابن القیمؒ نے بھی اس موقف کو اسی وجہ سے رد کیا

۳۷ - أبو الحسن علي بن محمد الماوردي، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي (شرح

مختصر المزني)، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ)، ص: ۹۱/۵-۹۲.

۳۸ - ابن قيم الجوزية، إعلام الموقعين، ص: ۱۵۶/۲.

۳۹ - مسلم، الصحيح، كتاب البيوع، باب السلم.

۴۰ - الزيلعي، تبين الحقائق، ص: ۸۸/۴.

۴۱ - ابن الهمام، فتح القدير، ص: ۱۴/۷.

۴۲ - الماوردي، الحاوي الكبير، ص: ۸۷/۵.

ہے۔⁽⁴³⁾ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نزدیک بھی شریعت کے قوانین کے ساتھ زیادہ موافق یہ ہے کہ سونا، چاندی میں "ثمنیت" کو علت قرار دے کر متعلقہ احکام کو انہی دونوں کے ساتھ مختص کیا جائے، کیونکہ شریعت نے مجلس عقد میں تقابض کو واجب قرار دینے جیسے اکثر احکام میں "ثمنیت" ہی کو مدد بنایا ہے۔⁽⁴⁴⁾

۳۔ جگہ اور اشیاء کے اختلاف کی وجہ سے علت میں اختلاف:

ایک اعتراض یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ بعض چیزیں بعض علاقوں میں کیل کے ذریعے بیچی جاتی ہیں، جب کہ بعض دیگر جگہوں پر وزن کر کے بیچی جاتی ہیں، کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے، چنانچہ کھجور حجاز میں کیل کر کے بیچی جاتی ہیں اور بصرہ اور عراق میں وزن کر کے بیچی جاتی ہیں۔ اسی طرح گندم بھی کسی زمانے میں کیل کے ذریعے بیچی جاتی تھی، اس کے بعد وزن کے ذریعے اس کی خرید و فروخت شروع ہوئی۔ اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک ہی جنس کے اندر بعض علاقوں میں ربو پایا جاسکتا ہے جب کہ بعض علاقوں میں اسی جنس کے اندر ربو کا احتمال بھی نہیں ہے، نیز اسی طرح بعض زمانوں میں پایا جاسکتا ہے اور بعض میں نہیں، جب کہ حکم کی علت کے لیے تو ضروری ہے کہ ہر زمانے اور ہر جگہ میں یکساں ہو۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ ہم ہر ملک اور علاقے کی عادت کو اعتبار دیں گے تو دین کھلواڑ بن جائے گا۔ جب بھی اس علاقے کے لوگ حرام چیز کو حلال کرنا چاہیں گے تو جس چیز کو وہ کیل کر کے بیچتے تھے، اس کو وزن کر کے بیچنا شروع کر دیں گے اور جو چیز وزن کر کے بیچتے تھے، اس کو کیل کر کے بیچنا شروع کر دیں گے، چنانچہ ایک حرام چیز وہ اپنے اختیار کے ساتھ حلال ٹھہرا سکیں گے⁽⁴⁵⁾۔

۴۔ سونا چاندی کے علاوہ چیزوں میں ربو کی حکمت کا وجود:

شیخ ابن منیع فرماتے ہیں کہ حرمتِ ربو کی حکمت یعنی دفع ظلم وعدوان ہر اس چیز میں پائی جاتی ہے جو بطور ثمن رائج ہو، بلکہ سونا چاندی میں حرمتِ ربو کے معاملے میں جس ظلم کی رعایت رکھی جاتی ہے، وہ کرنسی نوٹ کے لین دین میں بھی پایا جاتا ہے، لہذا وزن کو علت ٹھہرانا ثمن کی تمام قسموں کو شامل نہیں، اس لیے علت ایسی ہونی چاہیے جو

۴۳ - ابن قیم الجوزیہ، إعلام الموقعین، ص: ۱۵۶/۲۔

۴۴ - شاہ ولی اللہ دہلوی، حجة الله البالغة، (دار إحياء العلوم بیروت، الطبعة الثانية

۱۴۱۳ھ)، ص: ۱۲۴/۲۔

۴۵ - الماوردي، الحاوي الكبير، ص: ۸۷/۵۔ ابن حزم، المحلى، ص: ۴۲۳/۷۔ ۴۲۴۔

ان تمام اقسام کو شامل ہو۔⁽⁴⁶⁾ حنفیہ کی جانب سے ان اعتراضات کے کچھ جوابات بھی دئے گئے ہیں جو کتبِ فقہ میں موجود ہیں۔

دوسری رائے: ثمنیتِ غالبہ

علتِ ربہ کے حوالے سے دوسری رائے یہ ہے کہ ربہ کی علت "جنس بجمع ثمنیتِ غالبہ" ہے، جس کو "ثمنیتِ جوہریہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علت نقد کے علاوہ فلوس وغیرہ کی طرف متعدی نہیں ہوتی۔ یہ امام شافعی⁽⁴⁷⁾ کا قول ہے، نیز امام مالک کا مشہور قول بھی ہے⁽⁴⁸⁾، امام احمد سے بھی ایک روایت ہے⁽⁴⁹⁾ اور شاہ ولی اللہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔⁽⁵⁰⁾

- ۴۶ - عبد اللہ بن سلیمان بن منیع، الورق النقدي، حقیقته تاریخیہ قیمته حکمہ، (طبعة المصنف، الطبعة الثانية ۱۴۰۴ھ)، ص: ۸۹-۹۰.
- ۴۷ - شیخ الإسلام زکریا بن محمد الأنصاري، أَسْنَى الْمَطَالِبِ فِي شَرْحِ رَوْضِ الطَّالِبِ، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ)، ص: ۲۲/۲. شمس الدین محمد بن أحمد الخطيب الشربيني، الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع، (دار الفكر بيروت)، ص: ۲۷۹/۲. النووي، روضة الطالبين وعمدة المفتين، (المكتب الإسلامي بيروت، سنة ۱۴۰۵ھ)، ص: ۳۷۸/۳.
- ۴۸ - امام عدوی فرماتے ہیں کہ ربہ کی علت کے بارے میں اختلاف ہے، مشہور قول کے مطابق علت ثمنیتِ غالبہ ہے، دوسرا قول مطلق ثمنیت کا ہے، پہلے قول کے مطابق ربہ کا حکم فلوس کو شامل نہیں جب کہ دوسرے قول کے مطابق یہ حکم فلوس کو بھی شامل ہے۔ ملاحظہ ہو: الشيخ علي العدوي، حاشية العدوي، (مطبعة محمد آفندي مصطفى مصر)، ص: ۴۴۱/۳. ابن عبد البر النمري، التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، (مؤسسة القرطبة)، ص: ۸۹/۴. أحمد بن غنيم النفراوي، الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني، (دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ)، ص: ۱۱۹/۲.
- ۴۹ - ابن قدامة، المغني، ص: ۱۳۵/۴. عبد الرحمن بن محمد، ابن قدامة، الشرح الكبير، ص: ۱۲۶/۴.
- ۵۰ - شاہ ولی اللہ دہلوی، حجة الله البالغة، ص: ۱۲۴/۲.

دلائل:

ان حضرات کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ درہم اور دینار کے بدلے کسی بھی وزنی چیز کو بیعِ سلم کے ذریعے خریداجا سکتا ہے حالانکہ اگر وزن علت ہوتا تو یہ ناجائز ہونا چاہیے تھا جیسے کہ جو کے عوض گندم میں سلم کرنا جائز نہیں ہے اور دینار کے عوض درہم میں سلم جائز نہیں⁽⁵¹⁾، نیز امام ابو حنیفہؒ نے تانبہ، لوہا اور سکہ کی بنی ہوئی اشیاء کی بیع کو آپس میں کمی بیشی کے ساتھ جائز قرار دیا ہے، اگر علت وزن ہوتی تو پھر اسے ناجائز ہونا چاہیے تھا⁽⁵²⁾۔ امام شیرازی فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سونا چاندی میں علت ایک ایسا وصف ہے جو ان دونوں کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف متعدی نہیں ہوتا اور وہ معنیٰ ان کا "اشمان کے جنس میں سے ہونا" ہے۔⁽⁵³⁾

ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ علت اور حکم کے مابین مناسبت ضروری ہے۔ جب ہم ربو سے متعلق احادیث پر نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے بعض احادیث میں چھ چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے، جب کہ بعض میں صرف سونا چاندی کا ذکر فرمایا ہے تو مناسب یہ ہے کہ ان دونوں کے لیے مستقل طور پر ایک مناسب اور الگ علت تلاش کی جائے۔ جب ہم ان اوصاف میں غور کرتے ہیں جن میں علت بننے کی صلاحیت موجود ہے تو وصفِ ثمنیت ایک ایسا مناسب وصف معلوم ہوتا ہے جو علت بننے کے لائق ہے۔⁽⁵⁴⁾ ماوردیؒ کے مطابق اصول یہ ہے کہ سونا، چاندی کے بارے میں کوئی حکم دیا جائے تو وہ حکم ان دونوں کے ساتھ خاص ہوگا اور کسی اور چیز کو ان پر قیاس نہیں کیا جائے گا، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کا حکم ان دونوں کے ساتھ ہی خاص ہے، ان دونوں کے علاوہ بیتل، تانبہ اور دیگر موزونی اشیاء کی طرف یہ حکم متعدی نہیں، نیز جب سونا، چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام قرار دیا گیا تو یہ ممانعت کا حکم صرف ان دونوں کے ساتھ خاص ہو گیا، ان کے علاوہ دیگر اشیاء کی برتنوں کی طرف متعدی نہیں ہوا، اسی طرح یہاں بھی ضروری ہے کہ ربو کا حکم بھی ان دونوں کے ساتھ ہی خاص ہو اور کسی اور کی طرف متعدی نہ ہو۔⁽⁵⁵⁾

۵۱ - ابن قیم الجوزیة، إعلام الموقعین، ص: ۱۵۶/۲، الماوردی، الحاوی الکبیر، ص: ۹۱/۵۔
۹۲۔

۵۲ - النووی، المجموع، ص: ۳۹۳/۹۔

۵۳ - أبو اسحاق إبراهیم بن علی بن یوسف الشیرازی، المہذب فی فقہ الإمام الشافعی، (دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ)، ص: ۲۶/۲۔

۵۴ - ملاحظہ ہو: ابن نجیم، البحر الرائق، ص: ۱۳۸/۶۔

۵۵ - الماوردی، الحاوی الکبیر، ص: ۹۲/۵۔

مذکورہ دلائل کی تنقیح:

ان دلائل پر کچھ اعتراضات کیے جاتے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

علتِ قاصرہ:

سب سے پہلے اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ یہ علت صرف سونا چاندی کے ساتھ خاص ہے جس کو علتِ قاصرہ کہا جاتا ہے اور علتِ قاصرہ میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ متعدی نہیں ہوتی جب کہ علتِ وزن متعدی ہے⁽⁵⁶⁾، چنانچہ اگر سونا، چاندی کی علت کو ثمنیت مان لیا جائے اور پھر وہ ثمنیت صرف ان کے ساتھ ہی خاص رہے، کسی اور چیز کی طرف متعدی نہ ہو تو اس سے یہ بہتر ہے کہ سونا، چاندی ہونا ہی علت قرار دیا جائے، یعنی چاندی کا چاندی ہونا اور سونے کا سونا ہونا ہی علت ہو، لیکن اس طرح کرنا عدم تعدی کی وجہ سے درست نہیں ہے، لہذا عدم تعدی ہی کی وجہ سے ثمنیت غالبہ کو بھی علت ٹھہرانا درست نہیں ہے⁽⁵⁷⁾۔ یہی وجہ ہے کہ امام الحرمینؒ نے اپنے اس قول سے رجوع کرتے ہوئے اہل ظواہر کی موافقت اختیار فرمائی کہ ربو کا حکم چھ اشیا کے ساتھ خاص ہے⁽⁵⁸⁾۔

علت جامع مانع نہیں:

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ثمنیت کی علت جامع اور مانع نہیں، کیونکہ فلوس بعض جگہوں پر ثمن کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کے نزدیک اس میں کوئی ربو نہیں ہے تو علت کے پائے جانے کے باوجود حکم موجود نہیں۔ اسی طرح سونا، چاندی کے برتنوں میں ربو جاری ہوتا ہے باوجود یہ کہ یہ برتن ثمن نہیں ہے⁽⁵⁹⁾۔

علتِ قاصرہ ہونے سے جواب:

شافعی فقہائے کرام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علتِ قاصرہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قدیم فقہاء کے ہاں سونا، چاندی کے علاوہ اور چیزوں میں یہ اوصاف نہیں پائے جاسکتے، اس وجہ سے انہوں نے حرمت کو صرف ان

۵۶ - النووي، المجموع، ص: ۳۹۳/۹.

۵۷ - الماوردي، الحاوي الكبير، ص: ۹۱/۵.

۵۸ - الجويني، البرهان في أصول الفقه، ص: ۵۳۹/۲.

۵۹ - علي بن محمد الماوردي، الحاوي الكبير، ص: ۹۱/۵.

دونوں تک محدود رکھا⁽⁶⁰⁾، نیز انہوں نے اس کے کچھ فوائد بھی ذکر کیے ہیں، منجملہ ان فوائد میں سے ایک فائدہ حکم کا اسی علت پر مقصور ہونا ہے، تاکہ اس پر مزید قیاس نہ کیا جائے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ مستقبل میں کسی ایسی چیز کا وجود آجائے جو من کل الوجوہ سونا چاندی کی جگہ لے لے تو اس کو بھی سونا چاندی کے ساتھ ملحق کیا جائے⁽⁶¹⁾۔

دوسرے اشکال کا جواب:

دوسرے اشکال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جہاں تک فلوس یعنی دھاتی سکوں کی بات ہے تو اس میں مکمل ثمنیت موجود ہی نہیں، صرف چند شہروں میں اس کا رواج تھا، اس لیے اس کا حکم میں داخل نہ ہونا چنداں مضر نہیں، البتہ سونا چاندی کی برتنوں میں علت موجود ہے، کیونکہ علت میں مطلق ثمنیت کی بات کی گئی ہے جو کہ ان برتنوں میں موجود ہے۔⁽⁶²⁾ یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ سونا چاندی میں ربو نص سے ثابت ہے اور وہ نص عام ہے، وہاں سونا، چاندی سے بنے ہوئے برتن، زیور اور دیگر اشیاء میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس پر اجماع بھی ہے⁽⁶³⁾۔

تیسری رائے: مطلق ثمنیت:

علتِ ربو کے حوالے سے تیسری رائے یہ ہے کہ علت "مطلق ثمنیت" ہے چاہے سونا، چاندی ہو یا فلوس یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو جس میں ثمنیت کے اوصاف متحقق ہوں۔ اس رائے کے حاملین میں سے بعض نے صراحت کے ساتھ ثمنیت کے علت ہونے کا تذکرہ کیا ہے، جب کہ بعض نے علت کی بابت تو کچھ نہیں کہا، لیکن فلوس پر سونا چاندی کے احکام انہوں نے جاری کر دیئے، جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ان کے ہاں علت "مطلق ثمنیت" ہے۔ یہ رائے امام مالک⁽⁶⁴⁾ سے منقول ہے⁽⁶⁵⁾، نیز امام یحییٰ بن سعید⁽⁶⁶⁾، امام ربیعہ⁽⁶⁷⁾، امام زہری⁽⁶⁸⁾ اور

۶۰ - الدكتور أحمد حسن، الأوراق النقدية، ص: ۲۴۸.

۶۱ - النووي، المجموع، ص: ۳۹۴/۹، ومثله عند الماوردي، في الحاوي الكبير، ص: ۹۲/۵.

۶۲ - الماوردي، الحاوي الكبير، ص: ۹۳/۵، ومثله في المجموع شرح المذهب: ۳۹۳/۹.

۶۳ - ستر بن ثواب الجعيد، أحكام الأوراق النقدية، ص: ۱۲۴.

۶۴ - علي العدوي، حاشية العدوي، ص: ۴۴۱/۳، وقال: هو خلاف المشهور، أحمد بن غنيم

النفاوي، الفواكه الدواني، ص: ۱۱۹/۲. الإمام مالك بن أنس، المدونة الكبرى رواية

الإمام سحنون بن سعيد التنوخي عن الإمام عبد الرحمن بن قاسم، (دار الكتب العلمية)،

ص: ۵/۳.

امام ابن تیمیہؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے⁽⁶⁷⁾۔ مالکیہ میں سے امام ابن عربیؒ نے اس کو رائج قرار دیا ہے۔⁽⁶⁸⁾ بعض معاصر اہل علم نے اس قول کو امام محمد بن حسنؒ اور بعض احناف کی طرف بھی منسوب کیا ہے⁽⁶⁹⁾ لیکن یہ نسبت درست نہیں ہے کیونکہ امام محمدؒ نے اس کی تصریح نہیں کی، اگرچہ وہ فلوس کی ثمنیت کے قائل ہیں اور ایک فلس کی بدلے دو فلوس کی بیع کو منع فرمایا ہے لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں ہوتی کہ ان کے نزدیک "مطلق ثمنیت" ہی علت ہے۔ شیخ ابن منیعؒ⁽⁷⁰⁾ اور ان سے قبل ابن تیمیہؒ⁽⁷¹⁾ نے اس قول کو امام ابو حنیفہؒ طرف منسوب کیا ہے، لیکن یہ قول احناف کی کتابوں میں منقول نہیں ہے، لہذا اس روایت کی صحت یقینی نہیں ہے، اور نہ ہی اس روایت کی بنیاد معلوم ہے۔

معاصر اہل علم میں اس بات پر اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا امام احمدؒ سے "مطلق ثمنیت" کے علت ہونے کے متعلق کوئی روایت منقول ہے؟ بعض حضرات اس کا اثبات کرتے ہیں جب کہ بعض انکار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ائمہ حنابلہ نے سونا، چاندی کے علتِ ربو کے متعلق دو آرا ذکر کیے ہیں:

پہلی رائے احناف کی طرح "وزن مع الجنس" کی ہے۔

-
- ۶۵ - يعلم ذلك من منعهم عن صرف الفلوس بالدرهم إلا يدا بيد. انظر: الإمام مالك بن أنس، المدونة الكبرى، ص: ۵/۳.
- ۶۶ - أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبه، المصنف، كتاب البيوع والأقضية، باب في رجل يشتري الفلوس، (طبعة الدار السلفية الهندية القديمة)، ص: ۷/۲۶۷، رقم الأثر: ۲۳۵۳۲.
- ۶۷ - تقي الدين أحمد بن عبد الحليم بن تيمية، مجموع الفتاوى، (دار الوفاء مصر، الطبعة الثالثة ۱۴۲۶ھ)، ص: ۲۹/۴۷۱.
- ۶۸ - محمد بن عبد الله، أبو بكر ابن العربي، عارضة الأحوذى شرح الترمذی، (دار الكتب العلمية)، ص: ۵/۳۱۰.
- ۶۹ - ستر بن ثواب الجعيد، أحكام الأوراق النقدية، ص: ۱۲۵.
- ۷۰ - عبد الله بن سليمان بن منيع، الورق النقدي، ص: ۸۷.
- ۷۱ - چنانچہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ ان کے ہاں فلوس کو درہم کے بدلے ادھار بیچنا درست نہیں، ملاحظہ ہو: تقي الدين ابن تيمية، مجموع الفتاوى، ص: ۲۹/۴۶۸.

دوسری رائے شافعیہ کی طرح "ثمنیتِ غالبہ" کی ہے۔ اسی وجہ سے بعض معاصرین تیسری رائے کا انکار کرتے ہیں۔⁽⁷²⁾

لیکن حنابلہ کی کتابوں میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ایک روایت کے مطابق فلوس کو دراہم کے عوض ادھار بیچنا ممنوع ہے اور اس روایت کی نسبت امام احمدؒ کی طرف کی گئی ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: جہاں تک چاندی کو فلوس کے عوض بیچنے کا تعلق ہے تو کیا اس میں فوری قبضہ ضروری ہے؟ اس سلسلے میں امام احمدؒ سے دو اقوال منقول ہیں۔ پہلی رائے یہ ہے کہ فی الفور قبضہ ضروری ہے، اس لیے کہ یہ بیع صرف کی جنس سے ہے، کیونکہ فلوس باقی اثمان کی طرح ہی ہیں۔⁽⁷³⁾ ایک اور جگہ فلوس کو دراہم کے عوض بیچنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس معاملے میں ادھار کے جائز ہونے کے متعلق امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے دو مشہور اقوال منقول ہیں، چنانچہ پہلے قول کی تصریح کے مطابق یہ عقد جائز نہیں ہے۔ امام احمدؒ کے علاوہ امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے۔⁽⁷⁴⁾ اسی طرح امام مرداوی فرماتے ہیں: کہ اگر فلوس کو سونے کے عوض یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو صحیح رائے کے مطابق اس میں ادھار جائز نہیں۔ اکثر حضرات کا بھی قول ہے۔⁽⁷⁵⁾ امام زرکشی فرماتے ہیں: کیا فلوس نافقہ ثمن کے قائم مقام ہو سکتے ہیں؟ سنا کہ اس میں ربو جاری ہو جائے۔ اگر "مطلق ثمنیت" کو علت قرار دیا جائے تو اس میں ربو جاری ہوگا۔ ابوالخطاب سے بھی یہ منقول ہے⁽⁷⁶⁾۔

مذکورہ بالا نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک علت ایک روایت کے مطابق "مطلق ثمنیت" ہے کیونکہ پہلے دو اقوال کے مطابق ان کے نزدیک فلوس پر بیع صرف کے احکام جاری کرنا ممکن نہیں ہے۔

اس موقف کے دلائل:

دوسری رائے کے دلائل پر اضافہ کرتے ہوئے اس رائے کے قائل فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ ثمنیت سے مقصود سونا اور چاندی بذاتِ خود نہیں ہے، بلکہ ثمنیت سے مقصود ان خصوصیات کا تحقق ہے جو سونا، چاندی میں پائی جاتی

۷۲ - أحمد حسن، الأوراق النقدية، ص: ۲۲۰.

۷۳ - ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ص: ۴۵۹/۲۹.

۷۴ - ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ص: ۴۶۸/۲۹.

۷۵ - المرداوی، الإنصاف، ص: ۳۵/۵.

۷۶ - شمس الدین أبو عبد الله الزرکشی، شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، (دار الکتب العلمیة،

سنة ۱۴۲۳ھ)، ص: ۱۶/۲. المرداوی، الإنصاف، ص: ۱۶/۵.

ہیں۔ فلوس میں بھی چونکہ وہی خصوصیات پائی جاتی ہیں، لہذا علت اس کو بھی شامل ہونی چاہیے، جہاں تک اس دعویٰ کا تعلق ہے کہ ثمنیت کے لیے صرف سونا چاندی کی تخلیق ہو چکی ہے تو دلائل سے یہ مؤقف ثابت نہیں ہوتا۔⁽⁷⁷⁾ شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ثمن بنیادی طور پر چیزوں کی قیمت معلوم کرنے کے لیے بطور معیار استعمال ہوتا ہے اور وہ بذات خود قابل انتفاع چیز نہیں، لہذا جب فلوس کو اثمان قرار دیا گیا تو اس کو کسی اور ثمن کے بدلے ادھار نہیں بیچا جائے گا۔⁽⁷⁸⁾ اسی طرح علامہ محمد رشید رضا فرماتے ہیں کہ سونا، چاندی کے علاوہ کسی اور چیز میں جب ایک علت پائی جائے اور گندم، جو، کھجور اور نمک کے علاوہ کھانے کی کسی اور چیز میں اگر کوئی علت پائی جائے تو مذکورہ جیسے اجناس پر ان دونوں کا قیاس کرنا درست ہوگا، اس لیے کہ سود کی حرمت کی حکمت اس میں بھی موجود ہے۔⁽⁷⁹⁾ تاہم اس قول پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ سونا، چاندی اور فلوس کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ سونا، چاندی اصلاً اثمان ہیں، اور اس کی ثمنیت لوگوں کے اتفاق سے باطل نہیں ہو سکتی۔ فلوس کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اس کی ثمنیت حکومت وقت کے حکم نامے اور پھر لوگوں کے تعامل کی مرہون منت ہے، نیز حکومت کی طرف سے اس کی ثمنیت ختم کرنے کے بعد اس کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی۔ علماء نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ مقصود سونا، چاندی یا فلوس کی ذات نہیں بلکہ مقصود ان کے ذریعے اشیا کی خرید و فروخت ہے اور یہ مقصود فلوس کے اندر بھی پایا جاتا ہے، پھر اس صفت کا ہر زمانے اور ہر مقام میں پایا جانا مقصود اصلی سے الگ معاملہ ہے، اس لیے اگر حکومت فلوس کو ختم کر دے تو اس کی ثمنیت بھی ختم ہو جائے گی، اس لیے کہ حکم کا دار و مدار علت پر ہوتا ہے اور علت کے زوال پذیر ہونے سے حکم بھی زائل ہو جاتا ہے⁽⁸⁰⁾۔

راجع قول:

ائمہ کے اقوال اور دلائل میں غور کرنے سے احناف اور حنابلہ کا موقف نصوص کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے، ان کے موقف کی تائید نصوص کے اشارۃ النص اور بعض اوقات دلالت النص سے ہوتی ہے، البتہ وزن اور سونا، چاندی کے مابین کوئی مناسبت نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کا موزونی ہونا ایک اتفاقی امر ہے، علت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اور انہوں نے جو دلائل ذکر کیے ہیں اس پر بھی اشکالات و اعتراضات ہیں۔ مزید اگر علت

۷۷ - ستر بن ثواب الجعید، احکام الأوراق النقدية، ص: ۱۳۱.

۷۸ - ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ص: ۴۷۱ / ۲۹.

۷۹ - محمد رشید بن علی رضا، تفسیر المنار، (الهيئة المصرية العامة للكتاب، سنة ۱۹۹۰م)، ص:

۱۵۳ / ۷.

۸۰ - ستر بن ثواب الجعید، احکام الأوراق النقدية، ص: ۱۳۲ - ۱۳۳.

وزن ہو تو پھر سونا، چاندی، چونا اور لوہے میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان میں سے ہر ایک چیز موزونی ہے تو سونا چاندی کی بیع کو کیوں الگ کر کے بیع صرف کا نام دیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا، چاندی کے اندر ایک اضافی خصوصیت ہے جو باقی چیزوں میں نہیں ہے اور وہ "ثمنیت" ہی ہے۔ لیکن چونکہ علتِ ربو اور کرنسی نوٹ کی فقہی تکلیف باہم لازم و ملزوم ہیں کیونکہ اگر ہم علتِ وزن کو ترجیح دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کرنسی نوٹ پر بیع صرف کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور اگر ہم مطلق ثمنیت کو رائج قرار دیں تو پھر اس اعتبار سے کرنسی نوٹ پر بیع صرف کے احکام مطلقاً جاری ہوں گے، لہذا کرنسی نوٹ کی فقہی تکلیف پر بحث کرنے کے بعد ہم ان آراء میں سے رائج رائے ذکر کریں گے۔

کرنسی نوٹ کی فقہی تکلیف کے سلسلے میں معاصر اہل علم کی آرا

معاصر جمہور اہل علم کی رائے:

معاصر جمہور اہل علم کے ہاں کرنسی نوٹ اپنی ذات کی اعتبار سے مستقل نقدی کی حیثیت رکھتا ہے اور اس پر وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو سونا اور چاندی پر جاری ہوتے ہیں۔ ربو اور زکوٰۃ سے متعلقہ تمام احکام کرنسی نوٹ پر جاری ہوں گے، نیز سلم، شرکت اور مضاربہ کے لیے اس کو راس المال بنانا بھی درست ہو گا۔ کرنسی نوٹ کو علتِ ربو کے تحت لانے کے لیے انہوں نے "ثمنیت" کو علتِ ربو قرار دیا۔ شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع⁽⁸¹⁾، شیخ عبدالرحمان الساعاتی⁽⁸²⁾، ڈاکٹر وہب زحیلی⁽⁸³⁾ اور معاصر جمہور اہل علم نے یہی موقف اپنایا ہے۔ سعودی عرب کے علمائے کرام کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کا فتویٰ بھی یہی ہے⁽⁸⁴⁾۔ نیز رابطہ عالم اسلامی کے تحت مجمع الفقہ الاسلامی⁽⁸⁵⁾ اور

۸۱ - عبد اللہ بن سلیمان بن منیع، الورق النقدي، ص: ۱۱۳-۱۲۷.

۸۲ - أحمد عبد الرحمن الساعاتي، بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني، (دار إحياء التراث العربي بيروت)، ص: ۲۵۱/۸.

۸۳ - وهبة الزحيلي، الفقه الإسلامي وأدلته، (دار الفكر دمشق، الطبعة الرابعة)، ص: ۵/۳۶۷۲.

۸۴ - هيئة كبار العلماء بالملكة العربية السعودية، أبحاث هيئة كبار العلماء، طبعة الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض، (الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ)، ص: ۵۷/۱.

۸۵ - مجلة مجمع الفقه الإسلامي الصادرة عن منظمة المؤتمر الإسلامي بجدة، العدد الثالث، قرار رقم: ۹، ص: ۲۳.

AAOIFI نے اس حوالے سے قرارداد بھی منظور کیے ہیں۔⁽⁸⁶⁾ اس قول سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ علتِ ربو "مطلق ثمنیت" ہے یا "ثمنیتِ غالبہ" ہے، لہذا جن حضرات نے اس رائے کو ترجیح دی ہے، انہیں لازمی طور پر "مطلق ثمنیت" کو علت قرار دینے کے سلسلے میں مالکیہ کی رائے کو ترجیح دینی پڑے گی یا "غالب ثمنیت" کو علت قرار دینے کے سلسلے میں شافعیہ کی رائے کو ترجیح دینی ہوگی اور دوسری رائے کو اختیار کرنے کے بعد یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کرنسی نوٹ میں سونا، چاندی کی طرح ثمنیتِ غالبہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ سونا چاندی کے تمام احکام کرنسی نوٹ پر جاری کرانے کے لیے کوئی چارہ نہیں ہے۔

مذاہبِ فقہاء کے تحت اس رائے کی تخریج:

علتِ ربو کے حوالے سے فقہاء کرام کی آراء پر اس رائے کی تخریج دو طرح سے ہو سکتی ہے:

اکثر حضرات نے اس کی تخریج مالکیہ کی رائے کے مطابق کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک سونا، چاندی میں علتِ ربو "مطلق ثمنیت" ہے اور یہی علت کرنسی نوٹ میں بھی پائی جاتی ہے، لہذا اس تخریج کے مطابق سونا، چاندی، فلوس اور کرنسی نوٹ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، ان سب پر بیع صرف اور ربو کے احکام جاری ہوں گے۔ بعض محققین نے اس کی تخریج جمہور کی رائے کے موافق "ثمنیتِ غالبہ" پر کی ہے۔ جمہور کا لفظ اس لیے ہم نے استعمال کیا کہ یہ شوافع کا مسلک بھی ہے، مالکیہ کا مشہور قول بھی یہی ہے اور حنابلہ سے بھی اس طرح کا ایک قول منقول ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ "ثمنیتِ غالبہ" سے مراد وہ ثمن ہے جس کا استعمال غالب ہو اور وہی سکہ رائج الوقت ہو۔ یہ وصف چونکہ کرنسی نوٹ میں ایک لحاظ سے سونا اور چاندی سے بھی زیادہ ہے، لہذا علتِ ربو اس کو بھی شامل ہے، اور بعض حضرات نے جو ثمنیت جوہر یہ کے الفاظ سے اس کی تعبیر کی ہے، وہ سونے کے برتن وغیرہ کو علتِ ربو میں شامل کرنے کے لیے کی ہے، کرنسی نوٹ کا اخراج مقصود نہیں۔⁽⁸⁷⁾ مزید یہ کہ بعض شافعی فقہاء نے اس کی تعبیر "ثمنیتِ غالبہ کی صلاحیت" سے کی ہے⁽⁸⁸⁾ جو کہ کرنسی نوٹ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس کی تائید بعض حنبلی فقہاء کی عبارات میں بھی ملتی ہے، مثلاً امام مرداوی نے جہاں فلوس کو علتِ ربو کے تحت داخل نہ کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں ثمنیتِ غالبہ موجود نہیں، وہاں یہ تصریح کی ہے کہ جو لوگ اس

۸۶ - هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، المعايير الشرعية ۱۴۳۱ھ، رقم

المعيار: ۱، ص: ۴.

۸۷ - أحمد حسن، الأوراق النقدية، ص: ۲۴۴-۲۵۱.

۸۸ - النووي، روضة الطالبين: ۳/ ۳۸۰.

بات کے قائل ہیں، اگر فلوس بھی سونا، چاندی کی طرح علی الاطلاق بطورِ ثمن استعمال ہونے لگے تو ان پر لازم ہوگا کہ فلوس کو اس علت کے تحت داخل کریں⁽⁸⁹⁾۔ ابنِ مفلح نے الفروع میں بھی یہی بات لکھی ہے⁽⁹⁰⁾۔ علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ اگر فلوس سونا، چاندی کی طرح رائج ہو گئے تو سونا چاندی کے احکام اس پر بھی جاری ہوں گے۔⁽⁹¹⁾ اس تخریج پر ایک اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ جن حضرات نے "ثمنیتِ غالبہ" کو علت تسلیم کیا ہے تو انہوں نے اس بات کی تصریح بھی کی ہے کہ یہ صرف سونا، چاندی تک محدود ہے، تو کسی اور چیز کو اس پر قیاس کرنا کیسے ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ انہوں نے علت کو صرف سونا، چاندی میں اس لیے منحصر رکھا کہ اس زمانے میں ان دونوں کے علاوہ کوئی اور چیز نقدی کے طور پر رائج نہیں تھی، نہ ہی کوئی ایسی چیز وجود میں آئی تھی جس میں سونا، چاندی کے جملہ اوصاف موجود ہوں اور اس کو سونا، چاندی پر قیاس کیا جاسکے۔ فلوس اگرچہ رائج تھے لیکن وہ مکمل طور پر سونا، چاندی کے قائم مقام نہیں تھے، لہذا علتِ متعددہ میں انہیں کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ امام ماوردی فرماتے ہیں کہ فلوس اگرچہ بعض شہروں میں ثمن کے طور پر رائج تھے لیکن بہت ہی نادر تھے۔⁽⁹²⁾ ان فقہائے کرام کی رائے یہ نہیں تھی کہ قیاس کو سرے سے ممنوع قرار دیا جائے، ورنہ پھر وہ علت کو "سونا اور چاندی ہونا" قرار دے دیتے۔ جب انہوں "جنسِ ثمنیت یا ثمنیتِ غالبہ" کو علت ٹھہرایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اور ایسی چیز وجود میں آگئی جس میں ثمنیت کے اوصاف موجود ہوں تو ان کے نزدیک قیاس درست ہو گا۔⁽⁹³⁾ اس تخریج کے مطابق فلوس سونا، چاندی کے ساتھ ملحق نہیں ہیں، البتہ کرنسی نوٹ سونا چاندی کے ساتھ ملحق ہے⁽⁹⁴⁾۔

مذکورہ بالا رائے پر مرتب ہونے والے احکام:

کرنسی نوٹ کو اگر سونا، چاندی کے ساتھ ملحق کیا جائے تو مندرجہ ذیل احکام پر اس کا اثر مرتب ہوگا:

- ۸۹ - المرداوی، الإنصاف، ص: ۱۲/۵۔
- ۹۰ - محمد بن مفلح المقدسی، الفروع مع تصحیح الفروع للمرداوی، (مؤسسة الرسالة بیروت ودار المؤید ریاض، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ)، ص: ۶/۲۹۴۔
- ۹۱ - ابن حجر المہشمی، الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ، (المکتبۃ الإسلامیۃ)، ص: ۲/۱۸۲۔
- ۹۲ - الماوردی، الحاوی الکبیر، ص: ۵/۹۳۔
- ۹۳ - ملاحظہ ہو: أحمد حسن، الأوراق النقدیۃ، ص: ۲۴۴-۲۵۱۔
- ۹۴ - عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی، الحاوی للفتاویٰ، (دار الکتب العلمیۃ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ)، ص: ۲/۳۰۵۔

- ا. سونا، چاندی میں ربو کے دونوں انواع یعنی ربو الفضل اور ربو النسیئہ جاری ہوں گے؛
- ب. ادھار معاملہ کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہوگا، لہذا ایک ملک کے کرنسی نوٹوں کا دوسرے ملک کے کرنسی نوٹوں کے عوض ادھار بیچنا یا سونا یا چاندی کے عوض ادھار بیچنا مطلقاً ناجائز ہوگا، مثلاً: سعودی ریال کی ادھار بیچ پاکستانی روپے کے عوض ناجائز ہوگی؛
- ج. ایک ہی ملک کی کرنسی کا آپس میں تبادلہ کے وقت تفاضل جائز نہیں ہوگا، چاہے ادھار ہو یا نقد، مثلاً اس پاکستانی روپے کا تبادلہ گیارہ روپے سے ناجائز ہوگا؛
- د. دو ملکوں کی کرنسی کا آپس میں تبادلہ کرتے وقت تفاضل جائز ہوگا، البتہ دونوں طرف سے قبضہ کرنا شرط ہے؛
- ه. جب کرنسی کی قیمت سونا یا چاندی کے دونوں نصابوں میں سے کسی ایک نصاب تک پہنچ جائے یا اس کے علاوہ دیگر اثمان اور سامان تجارت سے مل کر نصاب مکمل ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی؛
- و. سلم اور شراکت داری کے معاملوں میں کرنسی نوٹ بطور رأس المال (Capital) استعمال کیا جاسکے گا۔⁽⁹⁵⁾

اس رائے کی سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ ان حضرات نے علتِ ربو کے معاملے میں "مطلق ثمنیت" کو ترجیح دی ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے اور جسے محققین کی ایک جماعت نے رائج قرار دیا ہے⁽⁹⁶⁾۔ اس قول کی بنا پر جو بھی ثمن ہو، اس کے ساتھ نقدین کا حکم ملحق ہو جائے گا، جب تک کہ وہ حکم صرف ان دونوں کے ساتھ خاص نہ ہو، چنانچہ جن دلائل سے انہوں نے علتِ ربو کے سلسلے میں استدلال کیا ہے، وہ یہاں بھی پیش کرتے ہیں۔ شیخ ساعاتی فرماتے ہیں: میرے خیال میں برحق موقف یہ ہے کہ کرنسی نوٹ زکوٰۃ کے معاملے میں بالکل سونا، چاندی کی طرح ہے، کیونکہ اس کے ساتھ مکمل طور پر نقدین کا برتاؤ کیا جاتا ہے، نیز کرنسی نوٹ کے مالک کے لیے اپنی چاہت کے مطابق کسی بھی وقت اس کا خرچ کرنا اور اس سے اپنی ضروریات پوری کرنا ممکن ہے۔⁽⁹⁷⁾

نقد کی تعریف میں انہوں نے اس بات کو رائج قرار دیا ہے کہ یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو مختلف اشیاء کے لیے معیار کے طور پر استعمال ہوتا ہو، یہ ضروری نہیں کہ وہ صرف سونا اور چاندی ہی ہو۔ جہاں تک سونا، چاندی کا ثمن خلقی ہونے کی بات ہے تو دلائل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ جن حضرات نے اسے ثمن خلقی قرار دیا ہے، انہوں نے

۹۵ - قرارات المجمع الفقہی الاسلامی التابع لرابطة العالم الإسلامی بمكة المكرمة، (طبعة

الرابطة، ص: ۱۰۱-۱۰۲. أبحاث هيئة كبار العلماء)، ص: ۵۷ / ۱.

۹۶ - اس کی تفصیل شروع میں گزر چکی۔

۹۷ - الساعاتی، بلوغ الأمانی: ۸ / ۲۵۱.

اپنی اس بات پر کوئی صریح دلیل پیش نہیں کی جس سے ان کا موقف ثابت ہو سکے۔ ان فقہائے کرام نے نقد کی تعریف میں امام مالکؒ کے قول کو بھی بطور دلیل پیش کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

اگر لوگ چمڑے کو بھی بطور ثمن استعمال کرنا شروع کر دیں تو سونا، چاندی کے عوض اس کی ادھار بیع کو میں ناپسند کروں گا⁽⁹⁸⁾۔ گویا کہ ان کے ہاں سونا چاندی کے احکام چمڑے سے بنی کرنسی پر بھی رائج ہوں گے۔ امام ابن تیمیہؒ کے قول کو بھی انہوں نے بطور دلیل پیش کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ درہم اور دینار کی کوئی لگی بندھی تحدید نہیں، بلکہ اس میں عرف کو مد نظر رکھا جائے گا، اس لیے کہ اصلاً یہ کوئی مقصودی چیز نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود ایک ایسا معیار ہے جس پر لوگوں کا تعامل ہو، گویا کہ درہم اور دینار بذاتِ خود کوئی مقصودی چیز نہیں ہے بلکہ یہ تعامل کے لیے ایک وسیلہ ہے۔ اسی وجہ سے یہ ائمان ہیں، البتہ دیگر اموال کا معاملہ ان سے مختلف ہے کیونکہ وہاں بذاتِ خود اس سے انتفاع لینا مقصود ہوتا ہے اور وسیلہ محض کا کسی خاص مادے یا خاص شکل کے ساتھ کوئی سروکار نہیں، بلکہ اس سے مقصود حاصل ہونا چاہیے، چاہے وہ جس شکل میں بھی ہو⁽⁹⁹⁾۔ ان حضرات کے اور بھی دلائل ہیں جس کی تفصیل میں ہم نہیں جانا چاہتے، اس لیے کہ یہاں ہمارے مد نظر ان آرا کی مکمل وضاحت نہیں، بلکہ بنیادی مسلح نظریہ ہے کہ علتِ ربو میں اختلاف کی وجہ سے کرنسی نوٹ کی فقہی تکلیف میں اختلاف کیسے پیدا ہو جاتا ہے۔

برصغیر کے جمہور علمائے کرام کی رائے:

برصغیر کے جمہور علمائے کرام کے نزدیک بیع صرف کے احکام کرنسی نوٹ پر جاری نہیں ہوتے، اس لیے کہ علتِ ربو کرنسی نوٹ میں موجود نہیں ہے۔ دراصل یہ حضرات امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تقلید کرتے ہیں اور چونکہ امام صاحبؒ کے نزدیک علتِ ربو قدر اور جنس ہے (قدر سے مراد وزن یا کیل ہے)، لہذا ان کے نزدیک وہ اشیا جو گنتی کر کے بیچی جاتی ہوں، ان میں ربو کے احکام جاری نہیں ہوتے⁽¹⁰⁰⁾۔ سونا، چاندی چونکہ وزنی چیزیں ہیں، اس لیے ان میں ربو کے احکام جاری ہوتے ہیں، البتہ فلوس چونکہ عددی ہیں، لہذا اس پر ربو کے احکام جاری نہیں ہوتے، نیز اس میں معاملہ کرتے وقت تقابض بھی شرط نہیں ہے۔ جو حضرات علتِ ربو کے معاملہ میں امام ابو حنیفہؒ کی رائے کو رائج سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک کرنسی نوٹ پر بیع صرف کے احکام جاری کرنا اور اسے سونا اور چاندی کے حکم میں یکساں قرار دینا ممکن نہیں ہے، لہذا فقہی تکلیف اور احکام کے اعتبار ان کو فلوس کے ساتھ ملحق کرنا ناہوگا۔ فلوس کے سلسلے میں احناف دو طرح کی رائے رکھتے ہیں: (1) امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب بائع اور مشتری فلوس کو متعین کر دیں تو اس میں تفاضل جائز ہے۔ (2) جب کہ امام محمدؒ کے نزدیک اس میں تفاضل جائز

۹۸ - مالک بن انس، المدونة، ص: ۵ / ۳.

۹۹ - ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ص: ۲۵۱ / ۱۹ - ۲۵۲.

۱۰۰ - الکاسانی، بدائع الصنائع، ص: ۲۴۵ / ۵.

نہیں ہے کیونکہ تقاضی کے وقت اس میں کچھ فلوس ایسے ہوں گے جس کے بالمقابل عوض نہیں ہو گا جو کہ سود ہے۔ جہاں تک سونا، چاندی کا فلوس کے عوض ادھار بیچنے کا تعلق ہے تو احناف اس بیع کے جواز پر متفق ہیں۔ برصغیر کے بعض علماء کرنسی نوٹ کے معاملے میں امام ابو حنیفہؒ کی وہ رائے اپناتے ہیں جو انہوں نے فلوس کے بارے میں قائم کی تھی، جیسے شیخ احمد رضا خان اور ان کے ساتھ کچھ دیگر علماء، البتہ اکثر حضرات اس سلسلے میں امام محمدؒ کی رائے کو بہتر سمجھتے ہیں⁽¹⁰¹⁾، کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے پر فتویٰ دینا سود کا دروازہ کھول دینے کے مترادف ہے۔ یہی رائے عصر حاضر میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی بھی ہے۔

برصغیر کے علاوہ باقی دنیا میں بھی کثیر تعداد میں ایسے علماء موجود ہیں جو کرنسی نوٹ کو فلوس کے حکم میں خیال کرتے ہیں، ان حضرات میں سے اکثر کے ہاں کرنسی پر ربوہ کے احکام جاری نہیں ہوتے، جس طرح کہ جمہور فقہاء فلوس کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہیں⁽¹⁰²⁾، کیونکہ ان کے خیال میں فلوس کی مشابہت سونا، چاندی کی نسبت عروض سے زیادہ ہے۔ اس وجہ سے معاصر محققین میں سے اکثر کا خیال یہ ہے کہ کرنسی نوٹ کو فلوس کے ساتھ ملحق کر کے فتویٰ دینے سے سود کا دروازہ کھل جائے گا، اس وجہ سے انہوں نے اس رائے کو قبول نہیں کیا۔ البتہ برصغیر کے علماء کی رائے پر تفصیلی بحث سے پتہ چلتا ہے کہ اس رائے کے مطابق سود کا دروازہ کھل جانے کا خدشہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس بارے میں امام محمدؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ امام محمدؒ کے قول پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ علتِ ربوہ کے سلسلے میں ان کا قول "قدر اور جنس" کا ہے جب کہ فلوس وزنی ہیں، نہ کیلی، بلکہ عددی ہیں، اس لیے اس میں تقاضی جائز ہونا چاہیے تھا اور باہم تبادلے کے وقت فوری قبضہ بھی ضروری نہیں ہونا چاہیے تھا، اس لیے کہ یہ سارے احکام علتِ ربوہ کے تحت داخل ہونے کے بعد ہی جاری کیے جاسکتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ربوہ القرآن سے مراد وہ اضافی چیز ہے جو مقابل میں عوض سے خالی ہو، تو اگر ایک فلس کی بیع دو فلس کے عوض ہو تو اس صورت میں ایک فلس بغیر کسی عوض کے ہے اور یہ عقد میں مشروط بھی ہے، لہذا یہ ربوہ القرآن کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔⁽¹⁰³⁾ جہاں تک فی الفور قبضے کی بات

101 - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أسد الله، إنعام الله، "موقف إلحاق الورق النقدي بالفلوس - دراسة فقهية نقدية"، بحث مطبوع في مجلة "برجس" المحكمة، الصادرة من جامعة بنو للعلوم والتكنولوجيا، المجلد الخامس، العدد الأول، يناير-يونيو ٢٠١٩م، ص: ٩١-١١٧.

102 - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أسد الله، إنعام الله، موقف إلحاق الورق النقدي بالفلوس - دراسة فقهية نقدية، ص: ٩١-١١٧.

١٠٣ - أكمل الدين البابرتي، العناية شرح الهداية، دار الفكر بيروت، ص: ٢٠/٧، ابن الهمام، فتح القدير، ص: ٢١/٧.

ہے تو یہ بات فقہ میں مسلم ہے کہ صرف جنس بھی ربو النسیئہ کو حرام قرار دینے کے لیے کافی ہوتا ہے⁽¹⁰⁴⁾۔ اس لیے فلوس کا تبادلہ اگر فلوس کے ساتھ ہو تو طرفین سے قبضہ ضروری ہے۔ امام محمدؒ کی رائے بیان کرنے کے بعد ہم اختصار کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کرنسی نوٹ کے سلسلے میں بر صغیر کے علماء کا بعینہ وہی موقف ہے جو امام محمدؒ کا فلوس کے سلسلے میں ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کے نزدیک کرنسی نوٹ کے بعینہ وہی احکام ہیں جو امام محمدؒ کے نزدیک فلوس کے ہیں، لہذا جب کرنسی نوٹ کی بیع اپنے ہی جنس کے ساتھ ہو تو اس پر وہ احکام جاری ہوں گے جو فلوس کی بیع فلوس ہی کے ساتھ کرتے ہوئے جاری ہوتے ہیں اور جب اس کی بیع کسی اور ملک کی کرنسی یا سونا، چاندی کے ساتھ ہو تو اس پر وہ احکام جاری ہوں گے جو فلوس کی بیع سونا، چاندی کے ساتھ کرتے ہوئے جاری ہوتے ہیں۔⁽¹⁰⁵⁾ ہندوستان کے اسلامک فقہ اکیڈمی کے اراکین میں سے اکثر نے شیخ تقی عثمانی کے موقف کو رائج قرار دیا ہے۔⁽¹⁰⁶⁾

مذکورہ بالا رائے پر مرتب ہونے والے احکام:

۱. جب کرنسی نوٹ نصاب تک پہنچ جائیں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی؛
۲. سلم اور دیگر مالی عقود کے لیے یہ رأس المال (Capital) بن سکتا ہے؛
۳. اس کے عوض سونا، چاندی اور زیورات کی خرید و فروخت ادھار بھی جائز ہے؛
۴. اس کی بیع جب اپنے ہی جنس کے ساتھ ہو تو اس میں ربو کے احکام جاری ہوں گے، لہذا تفاضل اور ادھار معاملہ ناجائز ہوگا؛
۵. جب اس کی بیع کسی اور جنس کے ساتھ ہو تو تفاضل اور ادھار دونوں جائز ہوں گے۔⁽¹⁰⁷⁾

۱۰۴ - ابنِ نجیم فرماتے ہیں: إن الجنس بانفراده يحرم النساء، یعنی صرف جنس کا اتحاد بھی ادھار معاملے کی حرمت کے لیے کافی ہے۔ البحر الرائق: ۶/ ۱۳۹۔

۱۰۵ - محمد تقی العثانی، بحوث في قضايا فقهية معاصرة، (دار القلم دمشق، الطبعة الثانية ۱۴۲۴ھ)، ص: ۱۴۳-۱۷۲۔ محمد تقی العثانی، فقه البيوع على المذاهب الأربعة مع تطبيقاتها المعاصرة مقارنة بالقوانين الوضعية، (مكتبة معارف القرآن كراتشي، الطبعة الأولى ۱۴۳۶ھ)، ص: ۷۳۳-۷۳۶۔

۱۰۶ - مجمع الفقه الإسلامي بالهند، جدید فقہی مباحث، (إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي، سنة ۲۰۰۹م)، ص: ۵۵/ ۴۔ فیابعدھا۔

۱۰۷ - العثانی، فقه البيوع، ص: ۷۳۳/ ۲۔

دلائل:

جو حضرات کرنسی نوٹ کو فلوس کے ساتھ ملحق ٹھہراتے ہیں، اُن کے دلائل حسبِ ذیل ہے:

ا۔ دراصل اس رائے کے قائل حضرات علتِ ربو کے معاملے میں حنفی مذہب کو رائج سمجھتے ہیں، چنانچہ حنفیہ کے موقف کے مطابق کرنسی نوٹ پر بیع صرف کے احکام کا اجرا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہاں وزن مطلقاً مفقود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف کوئی مستقل چیز نہیں ہے بلکہ وہ ربو سے متفرع ہے کیونکہ اس کے احکام ان احادیث سے مستنبط ہیں جو ربو کے متعلق وارد ہو چکے ہیں اور بعض احادیث میں خصوصیت کے ساتھ سونا اور چاندی کا تذکرہ ہے، ان احادیث میں بھی صرف انہی احکامات کا ذکر ہے جو احادیثِ ربو میں مذکور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہاء نے "باب الصرف" کا تذکرہ الگ سے نہیں کیا بلکہ انہوں نے اس پر بحثِ ربو کے احکام کے ضمن میں کی ہے۔ علت کے علاوہ انہوں نے ربو اور صرف کے درمیان احکام کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں کیا۔ البتہ حنفیہ نے "باب الصرف" کو الگ سے بیان کیا ہے، لیکن انہوں نے ربو اور صرف میں علت کے معاملے میں فرق نہیں کیا، لہذا "وزن کی علت" جس طرح دیگر موزونات کو شامل ہے، اسی طرح، سونا چاندی کو بھی شامل ہے۔⁽¹⁰⁸⁾ اس لحاظ سے صرف اور ربو کے ابواب ایک دوسرے میں ضم ہیں، اس لیے جب تک کسی چیز کے اندر ربو کی علت متحقق نہ ہو جائے، اس وقت تک اس پر صرف کے احکام جاری کرنا ممکن نہیں ہے اور حنفیہ کے قول کے مطابق یہ علت کرنسی نوٹ میں نہیں پائی جاتی۔

ب۔ جب ہم سونا، چاندی، کرنسی نوٹ اور فلوس میں غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کرنسی نوٹ، سونا چاندی کی نسبت فلوس کے زیادہ قریب ہیں، اس لیے کہ سونا، چاندی اپنے اصل کے اعتبار سے ثمن ہیں، ثمنیت کے لحاظ سے یہ کسی حکومت یا فرد کے محتاج نہیں ہیں اور ان دونوں میں قرار اور ثبات بھی ہیں جبکہ یہ اوصاف کرنسی نوٹ میں موجود نہیں ہیں۔

ج۔ کرنسی نوٹ فلوس کی طرح ہیں کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے اصل کے اعتبار سے سامان (عروض) ہے اور حکومتی سرپرستی کی وجہ سے ثمن ہے بلکہ کرنسی نوٹ کی ثمنیت فلوس کی نسبت زیادہ واضح طور پر اعتباری ہے کیونکہ فلوس کے اندر موجود میٹیریل کی ایک قیمت ہوتی ہے، یا تو یہ دھات سے بنی ہوتی ہے یا اس طرح کی کسی اور چیز سے، جب کہ کرنسی نوٹ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔⁽¹⁰⁹⁾

108 - البتہ حنفیہ نے سونا، چاندی اور دیگر موزونات میں "بیع الغائب بالناجز" کے نام سے فرق کیا ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۰۹ - محمد تقی العثباتی، فتاویٰ عثمانی، (مکتبۃ معارف القرآن کرائشی، سنہ ۱۴۳۱ھ)، ص:

د۔ جو حضرات نقد کو فلوس کے ساتھ ملحق کرنے والے موقف کی تردید کرتے ہیں، وہ بنیادی اعتراض یہ پیش کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ سود کا دروازہ کھل جائے گا، لیکن یہ اعتراض مفتی تقی عثمانی صاحب کی رائے پر وارد نہیں ہوتا، اس لیے کہ ان کے ہاں اتحادِ جنس کے وقت تفاضل اور ادھار معاملہ دونوں حرام ہیں، البتہ اگر جنس مختلف ہوں تو پھر ادھار معاملہ اور تفاضل دونوں جائز ہیں، ہاں ادھار معاملہ کرتے وقت ان کے نزدیک شرط یہ ہے کہ عقد بازاری قیمت کے مطابق مکمل ہو، تاکہ یہ کہیں سود کے لیے وسیلہ نہ بن جائے۔ اس شرط کے ساتھ سود کا ممکنہ دروازہ بند ہو جاتا ہے⁽¹¹⁰⁾۔

ترجیح:

ترجیح کا تعلق دو مسائل سے ہے: ایک یہ کہ کیا کرنسی نوٹ امام محمد بن حسنؒ کے مذہب کے مطابق فلوس کے ساتھ ملحق ہوں گے یا سونا، چاندی کے ساتھ؟ دوسرا یہ کہ سونا، چاندی میں علتِ ربو "وزن" ہے یا "مطلق ثمنیت" یا "ثمنیتِ غالبہ"؟ چونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے میں ضم ہے، لہذا دونوں کو الگ الگ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دونوں کو ایک ہی بحث کے تحت بیان کرتے ہیں۔

ہماری رائے کے مطابق جمہور کی رائے بہتر و اوّلیٰ ہے، کیونکہ ان کی رائے پر مضبوط قسم کے اعتراضات بھی وارد نہیں ہوتے، نیز ان کی رائے قیاس کے موافق بھی ہے، کیونکہ "مطلق ثمنیت" کی علت میں حکم کے ساتھ مناسبت بھی ہے اور اس شدت کے ساتھ بھی جوڑ رکھتی ہے جو شارع علیہ السلام نے سونا، چاندی کے معاملے میں کی ہے۔

معاصر جمہور اہل علم نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے، نیز اس موقف کی تائید میں اکثر معاصر فقہی اکیڈمیوں نے قرارداد بھی منظور کیے ہیں۔ سعودی عرب کے علمائے کرام کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کا فتویٰ بھی یہی ہے⁽¹¹¹⁾۔ نیز رابطہ

110 - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أسد اللہ، "السلم في الأوراق النقدية بين الشريعة والتطبيق المصرفي"،

بحث منشور في مجلة الدراسات الإسلامية، الصادرة من مجمع البحوث الإسلامية، الجامعة

الإسلامية العالمية في إسلام آباد، أبريل-مايو ٢٠١٨ م، ص: ٤٧-٧٢.

١١١ - هيئة كبار العلماء بالملكة العربية السعودية، أبحاث هيئة كبار العلماء، ص: ٥٧/١.

عالمِ اسلامی کے تحت مجمع الفقہ الاسلامی⁽¹¹²⁾ اور AAOIFI نے اس حوالے سے قرار داد بھی منظور کیے ہیں⁽¹¹³⁾۔

- (۱) - اس رائے کی تائید میں اہم بات یہ ذکر کی جاتی ہے کہ "ثمنیت" سونا، چاندی کے ساتھ وصفِ مناسب ہے، اس لیے اسی کو علت قرار دینا چاہیے، امام مالکؒ اور ان کے علاوہ کچھ محققین کا یہی قول ہے۔ نیز اس کی تخریج شافعیہ کے قول کے مطابق بھی ممکن ہے جیسا کہ گزر چکا۔
- (۲) مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے کے مطابق علتِ ربو چونکہ "وزن مع الجنس" ہے اور کرنسی نوٹ میں چونکہ یہ علت نہیں ہوتی، تو مناسب یہ ہے کہ اتحادِ جنس کے وقت بھی کرنسی نوٹ میں تفاضل جائز ہو جیسا کہ علت کا تقاضہ ہے، لیکن مفتی تقی عثمانی صاحب نے ربو الفضل کو یہاں اس وجہ سے حرام قرار دیا کہ یہ فضل خالی عن العوض ہو گا جو کہ ربو ہے جس کی ممانعت قرآن حکیم نے بیان فرمائی ہے۔

اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ بات تو فسادِ علت کی متقاضی ہے کیونکہ علت موجود نہیں ہے اور اس کے باوجود حکم موجود ہے۔ مزید برآں پھر کرنسی کے ہم جنس تبادلے کے وقت ادھار بھی جائز ہونا چاہیے تھا، اس لیے یہ کہنا کہ یہاں ربو کی ایک علت موجود ہے جو کہ ادھار کی حرمت کے لیے کافی ہے، یہ حکم ربو الحدیث سے مستنبط ہے، تو کرنسی کو ایک جگہ پہ ربو القرآن کے تحت داخل کیا گیا اور دوسری جگہ پہ ربو الحدیث کے تحت۔

- (۳) جب ہم ربو کے متعلق احادیث میں غور و فکر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ پاک ﷺ نے چھ چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ بعض روایات میں صرف دو چیزیں یعنی سونا، چاندی مذکور ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ سونا، چاندی کے اندر کوئی ایسی خاص چیز ہے جو دیگر چار چیزوں میں نہیں ہے، اسی وجہ سے حنفیہ نے قبضہ کے معاملے میں سونا، چاندی اور دیگر اشیا میں فرق روا رکھا ہے، چنانچہ انہوں نے سونا، چاندی میں بیع الغائب بالناجز کی بھی اجازت نہیں دی ہے جب کہ دیگر وزنی اشیا میں اس کی اجازت ہے۔ بیع الغائب بالناجز کی صورت یہ ہے کہ گندم کو گندم کے عوض بیچا جائے اور ایک طرف سے قبضہ ہو جائے، جب کہ دوسرا فریق کہہ دے کہ گندم میرے پاس گھر میں موجود ہے اور

۱۱۲ - مجلة مجمع الفقہ الاسلامی الصادرة عن منظمة المؤتمر الاسلامی بجدة، العدد الثالث، قرار رقم: ۹، ص: ۲۳.

۱۱۳ - هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، المعايير الشرعية ۱۴۳۱ھ، رقم المعيار: ۱، ص: ۴.

میں کسی وقت تک آپ کو دے دوں گا، اس طرح سے عقد درست ہو جائے گا اور گندم متعین ہو جائے گا۔ یہ بیع النسیئہ نہیں ہے، اس لیے کہ بیع النسیئہ میں مدت متعین ہوتی ہے اور اس مدت سے قبل مطالبہ نہیں کیا سکتا، جب کہ یہاں پر مدت متعین نہیں ہے، بلکہ قبضے کو تھوڑی دیر کے لیے مؤخر کیا گیا، جو کہ احتناف کے ہاں جائز ہے۔ سونا، چاندی میں ان کے ہاں ایسا کرنا بھی جائز نہیں، اس لیے کہ سونا، چاندی قبضہ کرنے سے ہی متعین ہو سکتے ہیں، اس لیے اس میں قبضہ ضروری ہے⁽¹¹⁴⁾۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ چھ اشیا کے دو فریق ہیں اور دونوں کے مابین فرق ہے۔ اگر ہم غور کریں تو اس زمانے کی جن چھ چیزوں کے بارے میں احادیث وارد ہو چکی ہیں، ان میں چار اشیا کھانے پینے کی چیزیں اور بیعہ تھیں اور سونا، چاندی ثمن تھے، لہذا عقل ان دونوں انواع کے درمیان فرق کا تقاضہ کرتا ہے کہ پہلی چار اشیا کی علت الگ ہو اور سونا چاندی کی علت الگ ہو جو کہ صرف سونا، چاندی ہی کے ساتھ خاص ہو اور ان کے علاوہ کسی اور طرف متعدی نہ ہو، جب تک کہ وہ چیز ان دونوں کی مثل نہ ہو۔ اگر باقی اشیا کی طرح "وزن" کو سونا، چاندی کے لیے بھی علت ٹھہرایا جائے تو یہ بات عقلی طور پر درست نہیں ہے۔

(۴) ربو کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث میں تطبیق یوں بھی ممکن ہے کہ سونا، چاندی میں "ثمنیت" کو علت ٹھہرایا جائے اور نصوص میں "وزن یا کیل" کی ترجیح کے حوالے سے جو اشارات ملتے ہیں، اس کو باقی چار اشیا کے ساتھ خاص کر دیں۔ اس طرح نصوص اور قیاس کے مابین تطبیق بھی ہو جائے گی۔ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ نص کے مقابلے میں قیاس کو ترجیح نہیں دی جاتی، لیکن یہاں جو نص موجود ہے، اس میں یہ صراحت نہیں کہ "وزن" ہی علت ہے، بلکہ اس طرف صرف اشارہ ہے۔

(۵) اگر سونا، چاندی کے وزنی ہونے میں غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ وصف محض اتفاقی ہے، حکم کے لیے مدار بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضور پاک ﷺ کے زمانے میں اکثر اسفار اونٹ اور گھوڑے کے ذریعے ہوا کرتے تھے، تو اگر کوئی یہ کہے کہ قصر کی حکمت "دفع مشقت" ہے اور علت "اونٹوں یا گھوڑوں کے ذریعے سفر کرنا" ہے اور حد سفر اڑتالیس میل ہے، اس لحاظ سے آج کل کے زمانے کے اسفار پر قصر کے حکم کا اطلاق نہیں ہوگا۔ ایسا کہنا اس لیے غلط ہوگا کہ اونٹ یا گھوڑے کے ذریعے سفر کرنا محض اتفاقی معاملہ تھا، اس کو حکم کے لیے مدار بنانا درست

نہیں، اسی طرح سونا، چاندی کا وزنی ہونا بھی محض ایک اتفاقی وصف ہے، جس کو حکم کے لیے مدار بنانا درست نہیں ہے۔

(۶) یہ بات مسلم ہے کہ حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے نہ کہ حکمت پر، کیونکہ حکمت ایک مخفی امر ہے جس میں حالات اور اشخاص کی تبدیلی سے رد و بدل ہو سکتا ہے، اس لیے اس کو حکم کا مدار بنانا درست نہیں ہے، البتہ اس بات کی وجہ سے حکمت کے وجود کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی حکمت ہے جس کا لحاظ رکھتے ہوئے شریعت نے سونا، چاندی کو بعض احکام کے ساتھ مخصوص کر دیا؟ یہ کہنا تو ممکن نہیں کہ اس کے پس پردہ کوئی حکمت ہے ہی نہیں، اگر اس میں کوئی حکمت ہے تو وہ حکمت کرنسی نوٹ اور فلوس کے اندر بھی پائی جاتی ہو گی، اگر نہیں تو وہ کون سی دلیل ہے جو اس حکمت کو سونا، چاندی کے ساتھ خاص کرتی ہے؟

(۷) غالب گمان یہ ہے کہ فقہائے کرام علت میں اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ یہ غیر منصوص چیزوں کو شامل ہو، چونکہ قدیم فقہاء کے زمانے میں رائج کرنسی صرف سونا اور چاندی تھی، لہذا فقہائے کرام کا خیال یہ تھا کہ اگر "ثمنیت" کو علت ٹھہرایا جائے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کے علاوہ ثمن کوئی نہیں ہے، تو سونا چاندی کو دیگر اشیا سے مستقل کر کے ایک خاص صنف بنانے اور ان دونوں کے لیے مستقل علت ٹھہرانے کا داعیہ نہیں تھا۔ جہاں تک فلوس کی بات ہے تو اس کی مشابہت عروض کے ساتھ زیادہ تھی اور اس زمانے میں اس بات کا کوئی تصور تک نہیں کیا جاسکتا تھا کہ کرنسی نوٹ کی طرح ایک مستقل چیز وجود میں آئے گی، اس کے برعکس بعض فقہاء نے اس صورت حال کو بھانپ لیا تھا، چنانچہ انہوں نے سونا، چاندی کی تعلیل ایک مستقل علت کے ساتھ کر دی تاکہ کرنسی نوٹ کی طرف اس کا متحدی کرنا ممکن ہو جائے۔ غالب گمان یہ ہے کہ اگر متقدمین فقہائے کرام آج موجود ہوتے اور آج کے حالات کا مشاہدہ کرتے کہ کیسے کرنسی نوٹ بازاروں میں رائج ہیں اور ان کے بعد معاشی نظام میں کیسی تبدیلیاں رونما ہوئیں، تو وہ بھی ان حضرات کی تائید فرماتے جنہوں نے "ثمنیت" کو علت ٹھہرایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر جمہور اہل علم نے اس رائے کو اختیار فرمایا ہے باوجود یہ کہ ان حضرات میں سے حنفی، شافعی اور حنبلی بھی ہیں، انہوں نے اس معاملے میں اپنے ائمہ کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے وہ رائے اور موقف اپنالیا جو ان کی نظر میں درست ہے۔

(۸) ایک اور اہم بات سے بھی صرف نظر کرنا ممکن نہیں کہ شارع علیہ السلام نے ائمان کے معاملے میں شدت جب کہ سامان و عروض کے معاملے میں رخصت سے کام لیا ہے، اگر اس موقف کو اختیار کیا جائے تو اس میں صورت حال برعکس ہے، بایں طور کہ جو کے عوض گندم کی ادھار بیع اس موقف کے

مطابق ناجائز ہے اور ڈالر کے عوض روپے کی ادھار بیع جائز ہے، اس طرح سے انہوں نے سامان کی نسبت اثمان میں زیادہ رخصت دی۔ یہ بات مسلم ہے کہ یہ حکم علت کی وجہ سے ہے، لیکن یہ علت کے ضعف کی علامت ہے کہ اس کے ماننے سے مقاصد شریعت کے برعکس ایک موقف کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

مفتدین احناف نے سونا، چاندی، اور لوہے کو حکم کے اعتبار سے برابر ٹھہرایا تھا کیونکہ ان کے نزدیک سب میں علت "وزن" ہی ہے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے سونا، چاندی میں مزید قیود لگا دیئے، چنانچہ انہوں نے اس میں بیع الغائب بالناجز کو ناجائز قرار دیا، جو ان کے ہاں لوہے اور دیگر وزنی اشیاء میں جائز ہے، جب کہ اس موقف میں صورت حال برعکس ہے۔

حنفی موقف کے حوالے سے مفتی تقی عثمانی صاحب کی رائے:

مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علت کے حوالے سے حنفیہ کا موقف کمزور ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنی تصنیف "تکملہ فتح الملہم" میں بھی اس موقف کو ضعیف قرار دے کر مالکیہ کی رائے کو قوی قرار دیا ہے⁽¹¹⁵⁾۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میری رائے کے مطابق مالکیہ کی رائے نظری اعتبار سے اور عملی اعتبار سے زیادہ رائج ہے۔ نظری اعتبار سے اس طرح کی حضور پاک ﷺ نے ربو الفضل کو سد ذریعہ کے طور پر حرام فرمایا کہ اس کو ربو النسیئہ کی طرف رستہ نہ بنایا جائے جو کہ نص قرآن کی رو سے حرام ہے۔ اب اس ربو کی طرف تدریجی طور پر بڑھنا ان اشیاء میں ممکن ہے جو اثمان کے قبیل سے ہو یا تعامل کے اعتبار سے اثمان کے قائم مقام ہو۔ اہل عرب اور خصوصاً دیہاتی لوگ سونا، چاندی کو بہت کم استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کے زیادہ تر معاملات ان اشیاء کے ذریعے ہوا کرتے تھے جو ان کے پاس آسانی سے موجود ہوتی تھیں، جن جھے چیزوں کا حدیث میں ذکر آیا ہے، یہی چیزیں وہ بطور ثمن استعمال کیا کرتے تھے، اس لیے ان چیزوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ بطور ثمن استعمال ہوتی تھیں، ان میں سونا، چاندی خلقی طور پر ثمن تھے، جب کہ باقی چیزیں تعامل کی وجہ سے ثمن کی طرح تھیں۔ یہ نکتہ باقی وزنی اور کیلی اشیاء میں موجود نہیں۔ عملی لحاظ سے اس طرح کہ قدر کو علت قرار دینے کے باعث حنفیہ کو عملی طور پر کئی طرح کے مشکلات کا سامنا ہے، جو درج ذیل ہیں:

۱. مثلاً: روٹی کو چاندی کے دراہم کے عوض ادھار بیچنا حنفی فقہاء کی بیان کردہ علت کے مطابق حرام ہونا چاہیے، جب کہ حنفی فقہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے^(۱۱۶)۔
۲. فلوس چونکہ وزنی نہیں ہیں، اس لیے اس کو فلوس کے بدلے بیچتے وقت قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں تقاضا جائز ہو، لیکن حنفیہ نے اسے حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اصطلاحی اعتبار سے اثمان ہیں اور اثمان متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے۔
۳. حنفیہ کے قول کے مطابق علت (قدر) موجود ہونے کی وجہ سے کسی وزنی چیز میں بیع سلم کرنا اور سونا، چاندی کو اس کی قیمت بنانا ناجائز ہونا چاہیے تھا، لیکن انہوں نے ربو الفضل کی حرمت سے اسے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

حنفیہ کی بیان کردہ علت پر حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس اعتراض کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جس ک کا تذکرہ ہم پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں کہ کسی چیز کا کیلی یا وزنی ہونا زمانے اور جگہ کے اعتبار سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے ہاں یہ بات زیر بحث رہی ہے کہ کیلی اور وزنی چیز میں فرق کیسے کیا جائے؟ چنانچہ ان کے ہاں مشہور یہ ہے کہ کسی چیز کے کیلی یا وزنی ہونے پر اگر نص وارد ہو تو وہ ہمیشہ اسی طرح ہی رہے گی، البتہ جہاں نص نہ ہو وہاں معاملہ عرف پر محمول کیا جائے گا، البتہ امام ابو یوسفؒ کا موقف اس سلسلے میں دیگر احناف سے مختلف ہے، ان کے نزدیک تمام اشیاء کے کیلی یا وزنی ہونے کا دار و مدار صرف عرف پر ہے۔ علامہ ابن ہمامؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ شیخ نے آخر میں لکھا ہے: جہاں تک مالکیہ کی تعلیل کا تعلق ہے تو وہاں عملاً یہ مشکلات نہیں پائی جاتیں، کیونکہ ان کی بیان کردہ دونوں علتیں یعنی "ثمنیت اور غذا ہونا" ربو الفضل کے احکام کو باہم مربوط بنا دیتی ہیں اور یہ تدریجی طور پر ربو النسیئہ کی طرف لے جانے والی اس منصوبی حکمت کے قریب بھی ہے^(۱۱۷)۔ یہ بات بھی مد نظر رہے کہ حضرت شیخ نے یہاں مالکیہ کی طرف جس قول کی نسبت کی ہے، اس سے مراد وہ قول ہے جس میں امام مالک سے سونا، چاندی میں "مطلق ثمنیت" کا علت ہونا مروی ہے۔ حضرت شیخ نے اپنے رسالہ

۱۱۶ - امام زیلعی فرماتے ہیں: ویشرط أن یجمعہما الوزن من کل وجه، وإن لم یجمعہما جاز النسا أيضاً

کالنفقین مع القطن ونحوہ؛ لأن صفة وزنها مختلف، الزیلعی، تبیین الحقائق، ص: ۸۸/۴۔

۱۱۷ - محمد تقی العثانی، تکملة فتح الملهم: ۱/ ۵۴۳-۵۴۴۔

"أحكام الأوراق النقدية" میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ "ثمنیت مطلقہ" کو ربو کی علت قرار دینا مالکیہ کی رائے ہے۔⁽¹¹⁸⁾

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ سونا، چاندی میں "وزن" کو علت قرار دینا علمی اور عملی طور پر کمزور موقف ہے۔ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ سونا، چاندی میں یا تو "ثمنیت مطلقہ" کو علت قرار دیا جائے یا "ثمنیت غالبہ" کو بایں طور علت قرار دیا جائے جو کرنسی نوٹ کو بھی شامل ہو، کیونکہ کرنسی نوٹ بھی مروجہ ثمن ہے، لہذا اس بات کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ ربو اور صرف کے احکام سونا، چاندی اور کرنسی نوٹ پر یکساں طور پر لاگو ہوں گے۔

خاتمہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

- ۱- کرنسی نوٹ بذاتِ خود ثمن ہے جس پر ربو اور صرف کے احکام جاری ہو سکتے ہیں۔
- ۲- کرنسی نوٹ کو فقہی احکام میں سونا، چاندی کے ساتھ ملحق کرنا فقہی لحاظ سے زیادہ قرین قیاس ہے۔
- ۳- کرنسی نوٹ کو بعض بنیادی فروق کی وجہ سے فلوس یعنی دھاتی سکوں کے ساتھ ملحق کرنا درست نہیں۔
- ۴- سونا، چاندی میں علتِ ربو کے حوالے سے مالکیہ کی رائے زیادہ درست اور شرعی مقاصد سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔
- ۵- علت کے بارے میں حنفیہ کی رائے پر کافی اشکالات وارد ہوتے ہیں جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔
- ۶- کرنسی نوٹ کے بارے میں مفتی تقی عثمانی صاحب کی رائے اگرچہ حنفیہ کی رائے پر مبنی ہے لیکن اس پر مضبوط قسم کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں، اس لیے جمہور کی رائے اس کے مقابلے میں زیادہ لائق اعتناء، قرین قیاس اور اقرب الی الصواب ہے۔

۱۱۸ - شیخ لکھتے ہیں: "فأما الإمام مالك بن أنس رحمه الله، فلائنه يعتبر الثمنية علة لتحريم التفاضل والنسيئة، سواء كانت الثمنية جوهريّة، كما في الذهب والفضة، أو عرفية مصطلحة، كما في الفلوس"، العثماني، "أحكام الأوراق النقدية"، ضمن بحوث في قضايا فقهية معاصرة، ص: ۱۶۳-۱۶۴.